

اِنَّمَا الشِّرْكَوْنَ مَجْسُومٌ

CHECKED 1996



مَطْبَعُ سَيِّدَةِ مَطْبُوعِ سَيِّدَةِ
دَرْجِي فَرْدَوِ الشُّكْرِ سَيِّدَةِ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي اخذ الميثاق من ظهر ادم فاخرجه من صلبه كل ذرية ذراها
 فجعلهم وجعلهم ازواجاً ثم صورهم فاستنطقهم فشكلهم واثم اخذ عليهم
 العهد والميثاق واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى قال فاني اشهد
 عليكم السموات السبع والارضين السبع واشهد عليكم اباكم ادم ان تقولوا
 يوم القيمة لم نعلم بهذا العلم والله لا اله غيري ولا رب غيري ولا تشركوا
 شيئاً اني سارسل اليكم رسلي يذكر ونكعه عهد وميثاق وانزل عليكم كتيبي
 قالوا شهدنا بايانك ربنا والهنا لا رب لنا غيرك ولا اله لنا غيرك فاقربوا بذلك
 ثم دعاهم في الدنيا الى توحيد ذاته وصفاته على السنة الانبياء باجمعهم
 وانزل عليهم الكتب كما وعدهم بذلك فذلك والصلوة والسلام الا بلغان
 الا زكيا ن على كافة الانبياء والمرسلين لاسيما على افضلهم واكملهم واكرمهم ^{عليه} الله
 تبارك وتعالى الذي اخبرته في حديثه بانه من مات يشرك بالله شيئاً دخل
 النار ومن مات لا يشرك بالله شيئاً دخل الجنة لذلك وعلى الله واصحابه و
 اتباعه اجمعين الذين ضروروا للمشركين وكتبوا المبتدعين بالقوم في قوم الممالك

الحمد لله الذي اخذ الميثاق من ظهر ادم فاخرجه من صلبه كل ذرية ذراها
 فجعلهم وجعلهم ازواجاً ثم صورهم فاستنطقهم فشكلهم واثم اخذ عليهم
 العهد والميثاق واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى قال فاني اشهد
 عليكم السموات السبع والارضين السبع واشهد عليكم اباكم ادم ان تقولوا
 يوم القيمة لم نعلم بهذا العلم والله لا اله غيري ولا رب غيري ولا تشركوا
 شيئاً اني سارسل اليكم رسلي يذكر ونكعه عهد وميثاق وانزل عليكم كتيبي
 قالوا شهدنا بايانك ربنا والهنا لا رب لنا غيرك ولا اله لنا غيرك فاقربوا بذلك
 ثم دعاهم في الدنيا الى توحيد ذاته وصفاته على السنة الانبياء باجمعهم
 وانزل عليهم الكتب كما وعدهم بذلك فذلك والصلوة والسلام الا بلغان
 الا زكيا ن على كافة الانبياء والمرسلين لاسيما على افضلهم واكملهم واكرمهم ^{عليه} الله
 تبارك وتعالى الذي اخبرته في حديثه بانه من مات يشرك بالله شيئاً دخل
 النار ومن مات لا يشرك بالله شيئاً دخل الجنة لذلك وعلى الله واصحابه و
 اتباعه اجمعين الذين ضروروا للمشركين وكتبوا المبتدعين بالقوم في قوم الممالك

الحمد لله الذي اخذ الميثاق من ظهر ادم فاخرجه من صلبه كل ذرية ذراها
 فجعلهم وجعلهم ازواجاً ثم صورهم فاستنطقهم فشكلهم واثم اخذ عليهم
 العهد والميثاق واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى قال فاني اشهد
 عليكم السموات السبع والارضين السبع واشهد عليكم اباكم ادم ان تقولوا
 يوم القيمة لم نعلم بهذا العلم والله لا اله غيري ولا رب غيري ولا تشركوا
 شيئاً اني سارسل اليكم رسلي يذكر ونكعه عهد وميثاق وانزل عليكم كتيبي
 قالوا شهدنا بايانك ربنا والهنا لا رب لنا غيرك ولا اله لنا غيرك فاقربوا بذلك
 ثم دعاهم في الدنيا الى توحيد ذاته وصفاته على السنة الانبياء باجمعهم
 وانزل عليهم الكتب كما وعدهم بذلك فذلك والصلوة والسلام الا بلغان
 الا زكيا ن على كافة الانبياء والمرسلين لاسيما على افضلهم واكملهم واكرمهم ^{عليه} الله
 تبارك وتعالى الذي اخبرته في حديثه بانه من مات يشرك بالله شيئاً دخل
 النار ومن مات لا يشرك بالله شيئاً دخل الجنة لذلك وعلى الله واصحابه و
 اتباعه اجمعين الذين ضروروا للمشركين وكتبوا المبتدعين بالقوم في قوم الممالك

اما بعد معلوم ہو کہ ہندوستان میں مدت دراز سے اہل اسلام و اہل شرک مخلوط و ملے جلے رہنے سے اکثر رسوم و عادات و معتقدات اہل شرک کے اسلامیوں میں جاگیر ہو گئے توحید خالص جاتی رہی توحید و شرک کی امتیازات گئی فقط نام شرک کا سنتے اسکی حقیقت سے اجنبی اور کلمہ توحید و وحدہ لا ترکیب لہ طوطی مینا کے سر پر زبان سے بولتے اسکا تمجید معنی نہیں جانتے انکے ادوں لوگ دیو بھوت پر ہی کو مانتے اور دیو لوگوں کو ^{فردی و دیوہ} بھی جانتے ہیں انکے اعلیٰ پر شہیدا و لیا اہلیا کو خدا تعالیٰ کی صفات و خصیصوں میں شریک کر کے انکی تذریز مانتے اور انسے حاجت مراد مانگتے ہیں حالانکہ مسلمان کہلاتے ہیں قرون عثمانیوں کو شد سے جھنڈ و کھنڈ چھٹے انکے روبرو سر جھکا دیتے ہیں بعضے اور ہر غازی بھی پرہتے ہیں اور ہر شرک بدعت بھی کرتے ہر ایک فتنہ و بلا میں غیر اللہ کو بجاتے پھر سمجھتے ہیں کہ ہماری مسلمانوں و دینداری میں کچھ خلل نہیں آتا جیسا کسی نے کہا ہی **ع** جیسے سے لا الہ الا اللہ و لیس سب کفر و شرک پہنانی و حق کی طاعت کو جاننا و شواہد کو غیر کو چھوڑنا یا سانی و مال کو صرف شرک و بدعت میں دے دینا یا حاکم ثانی و دین میں کاس خراج ہو و تو کہنا لا تسرفوا بمیخانی و نام عبد اللہ بنی غلام علی و کام دیکھو تو سارے شیطانی و بیان تک نہوت پہنچی ہی کہ اگر کوئی دیندار عالم و عظم توحید کا اور برائی شرک کی بیان کیا تو اس کا خوش ہونا اور اسکی دوز جانی بن جا کر طرح طرح کی فتنے اس پر چلا سکود مانی ہی بے دین ہی بزرگوں کا منکر ہی بولکر ناحق بدنام کرے اگر کوئی شخص دین و عظم میں جموتھے قصے اور بے اصل باتیں اور شرک آمیز تقریر کیا تو اس سے ہنایت خوش ہوتے اسکی عزت و توقیر کرنے اور اسکی خدمت گزار بننے میں یہ حال ہندوستان کے اہل اسلام کا ہو گیا سو دیکھ کر بعض علماء دین مخصوص امام امجد حضرت سید احمد صاحب کے خلفا چند رسائل رد شرک میں تحریر کئے ان میں عالم ربانی موصلا ثانی مولانا محمد اسماعیل دہلوی نے خلائیاتی ان پر رحمت کرے ایک ہندی رسالہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری تقویمہ الا یہاں محض بخر خواہی مسلمانان ہندوستان تحریر فرمایا جس سے بہت سے مسلمان بہرہ یاب ہوئے اور اپنے معتقدات شرکیہ سے توبہ کئے مگر بعض مشرک شاکر کہ جھکے دھمیں شرک جاگیر ہو کر ریشہ دوانی

ایسا تھا سوائے تنگدل ہو کر چندا غراض بارودہ کرنے کے مولوی فضل حق صاحب جو منطق میرا کوس ناما
 ولا غیر ییجاتے تھے سوا ایک جا پر اعتراض کر کے خود مصنف ہی سے جواب معقول پامصنف نسید الرحمۃ
 اس خوبی کے ساتھ معقول و منقول سے لیکھا رد کیا کہ اب تک جو اہل علم اسکو دیکھتا ہی سو تحسین و آفرین کرتا ہی
 فضل حق صاحب کا صغری و کبریٰ اور منطق دانی مضحکہ صبیان ہو گئی اور ایک دو شخص چند جہون پر
 اعتراض کئے تھے سو اسکو فاضل جلی مولانا سید جید رعل صاحب مرحوم بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے
 و سادس الخناس میں معقول رد کر چکے اور کانپور کے مولوی بشیر الدین صاحب نے لکھا ہے ہر اعلیٰ البین
 رد اعتراضات کئے ہیں مدراس میں تنبیہ الضالین فیض عام شرح تقویۃ الایمان میں مذکور ہے ہر اعتراض کو غیر
 میں بھی بخوبی رد ہو چکا تاہم بعض شیطنی باب و دو ورق سہ ورق رسال بنا کر انہیں تہا یہ سہوہ اعتراضات فرنگی
 ساتھ لکھ کر عوام کو دہوکا دیتے اوہام و شبہات میں مبتلا کرتے ہیں چنانچہ ایک رسالہ آیا ہے کہ در فی سبک نام نمونہ تقویۃ
 الایمان بے معنی و بد انجامی لکھ کر اس میں اس فریب انداز سے اعتراض کیا ہی کہ اگر وہ سرسری نظر سے اسکو
 دیکھیں تو شاید حق ہو گا کہ ان لیون اب ہم خدا تعالیٰ کے حول وقوۃ ہے جسکے فریب کے ملو کہ اور کر کی فہمی
 رد کی آگ میں تپا کر اڑا دیتے ہیں تا اسکا اعتراض ہوتا پاکھوت ہی کہہ رہی ہوں ناظرین کے نظر آجائے اور
 حق کی تائید کرنے سے مولف کو اجیٹے۔ جہاں قولہ کے تحت میں عبارت اور سوال و جواب رہے سو اسکو
 معترض کا اعتراض سمجھا اور جس جگہ اقول کے نیچے بیان رہے سو اسکو رد و جواب ہو جیسا اس رد کا نام
مرآۃ الایقان لرفع مکائد الشیطان ہی یہ رسالہ مصنف مزاجوں کو کہ جنکے دلیں خالی
 کا خوف و ڈر ہی اور حق و باطل میں امتیاز کر نیکی نظری سوانکے لئے نہایت مفید ہی اور لایق دید ہی
 جلوہ مغت است و برنی دار و کسختی ماشینہ فی دار و کواہلہ التوفیق۔

قولہ تقویۃ الایمان والاقرآن و حدیث کے آسرے میں ف لاکے ف دی اور بے ادب چند بائیں
 داخل کر دیا سب عوام قرآن و حدیث میں کر کے فریب کھائے جیسا کہ کوئی ہر دین سے چرما فریب کھائے تباہ ہو جائے

اقول عالم ربانی مولوی محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان میں چند آیات واحادیث میں
خوبی تردید کی اور بدنی شرک کی ثابت ہوتی ہی لکھ کر فائدہ مندوں میں شرک کے اقسام جو ان سے متعلق ہیں مفصل
بمثیل بیان کر دیے۔ کتاب دیکھنے سے ہندوستان میں اکثر لوگ شرک اعتقادی و عملی سے توبہ کر کے نیکے موجد
بن گئے بعض لوگ جبکہ ہدایت انہی رہبری کی سو واپس شرک ہی پر صحت بلکہ جہل مرکب کے مرض میں مبتلا
ہو کر اس کتاب کی تکذیب اور اس کے معتقد کی تکفیر کے معرض بھی اسی مرض میں گرفتار ہی صیبا لطیف غلام
المرکز کو قوت و فائدہ دیتی ہی اور بیمار و تپ والے کو اسکے اخلاط فاسد رہنے کے سبب وہی غذا اسم ہو جاتی
اور بیماری بڑا دیتی ہی ویسا ہی توحید کی غذا سے صالح معرض کے اخلاط فہم میں شرک کا فساد و کثافت جمع
سے اسکے حق بن نہ ہو سنبھل فار ہو گئی اس لئے دوسرے مریضوں کو آگاہ کرتا ہی کہ خبردار اس کتاب میں اگر
بے ادب باتوں کا لینے توحید کا دھڑکا ہوا ہی اگر کھا دین تو تمہارے شرک کے چوہے مر جا دیں گے۔

فقہ سنت و جماعت کے اگلے بزرگان انبیاء کے جناب سے عقیدہ رکھنے کا طریقہ ادب کہا لکھے ہیں
جواب مرجع البحرین کے آخر میں جناب انبیاء میں عقیدہ رکھنے کا طریقہ ادب یوں لکھے ہیں ثانی
اعتقاد و درجہ نبوت و جملہ ان اثبات نبوت و عقائد عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و تزیین
ساحت عز و کمال ایشان از ہر علم و عمل محال کہ نہ لایق مرتبہ کمال ایشان بود بالقویض آنچہ مشکل و مشتبہ
شود و اگر از جانب حق بالایشان عثمانی و خطابی رود یا سخن برود عزت و کبر یا آید و یا از ایشان بجناب
کبر یا سخن بطریق تواضع و اظہار بندگی و مسکت رود و یا نشانید کہ در ان مشارکت جو نیم و سخن جز بطریق
ادب و ملاحظہ علوشان و حفظ مراتب ایشان گوئیم خواہر را میرسد کہ بانبندہ ہر چہ خواہد گوید و بندہ نیز
بہر چہ خواہد از عجز و مسکت متکبر جوید دیگر ریاچہ مجال است کہ دم زند و مجمل اعتقاد و در حق سید کائنات
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت از کمالات و کرامات اثبات کنند انہی اور مدارج النبوت
کے باب سیوم بار وین وصل میں بھی لکھے ہیں خلاصہ معنی اس عبارت کا یہی ہے کہ جناب انبیاء سے یوں

عقیدہ رکھا چاہئے کہ وہ بیشک خدا کے پیغمبران ہیں اور معصوم و بے گناہ ہیں اور جو علم و عمل و حال ان کے مرتبے کے لائق ہوں اور انکی شان کو گھٹانے والا ہو تو انکو انکی طرف نسبت نہ کرنا اگر کوئی مقام مشکل کا نظر آئے

اُسکو اللہ تعالیٰ کے علم پر سوچ دینا جیسا کوئی آیت یا حدیث کا ظاہر معنی ایسا نکلتا ہی کہ انبیاء کی شان و عزت

گھٹانی ہی تو دہان ایسا سمجھنا کہ اسکا بھید خدا اور رسول ہی جانے اور اپنی عقل کو دہان دخل نہ دینا۔

مثلاً اللہ تعالیٰ اگر عتاب یا خطاب کے طور سے انبیاء کے حق میں کوئی بات فرمایا ہو یا اپنی الوہیت و کبریا کے نظر کرتے انکو کوئی سخن کہا ہو یا خود انبیاء جناب الہی میں عاجزی اور مسکینی یا عہدیت کی راہ

کچھ عرض کئے ہوں تو بھلو لائق نہیں کہ ایسی باتوں میں دخل دیوں اور جا بجا اسکا چرچا کریں اور ایسی

قسم کی باتوں کی کتاب بنائے کہ حرز جان کریں کیونکہ صاحب کو پہنچتا ہی کہ اپنے بندے کے جو چاہے سو

فرماوے اور بندے کو بھی لائق کہ اپنے صاحب کے جناب میں جو چاہے سو عرض کر لے اور عاجزی کی راہ

جو بولنا سو بول لیوے دوسروں کو کہا طاقت دیا را کہ اُس میں دخل دیوے اور خدا یا انبیاء خود ایسا فرما

ہیں کر کے ہم بھی بولیں خصوص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب سے ایسا عقیدہ

رکھے کہ مراتب خدائی کے سوا جو کمالات اور بزرگیان ہیں انجناب کو ثابت ہیں۔ اسی عزیز جب

تو طریقہ ادب سن لیا اب چند جگہ تقویۃ الایمان کے سن اور غور سے سمجھ کہ موافق طریقہ ادب کے ہی

یا ایہ جہوں پر اعتقاد رکھنے والا ہے ادب ہو جائیگا اگرچہ بعض لوگ اُن جہوں کے تاویلات لائیں

کرینگے تو غور کر کے دیکھ کہ انکے ظاہر معنی سے انبیاء کا مرتبہ اور عزت و شان گھٹتی ہی یا نہیں۔

قول معترض شیخ الہند کی عبارت سے ترجمے میں جہاں ترمادیا ہی اُسپر کالی لکیر کر دیا ہے

تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اسنے زیادتی کی ہی اور اپنی طرف سے ترمادیا ہی اور بھی سمجھا چاہئے کہ

معترض شیخ الہند کا قول یہاں اسواسطے لایا ہی کہ اسکو اپنے اعتراض کا پایہ بناوے اسکے اوپر

اعتراض کی تعمیر کرے یہ اسکا خیال باطل اور تصور عاقل ہی کیونکہ شیخ کا قول ہرگز اسکا پایہ

ہو نہیں سکتا شیخ پہلی وصل میں الہیات کا بیان کر کے دوسری وصل میں نبوت کا ذکر کئے ہیں الوہیت کا موضوع بحث علیہ وہی اور نبوت کا موضوع بحث جد الوہیت میں خدا تعالیٰ کی خالقیت و موجودیت توحید و تکیا استغناء و کبریا فی معدوم کو موجود کر نیکی موجود کو معدوم کر نیکی قدرت سب موجودات اسکے روبرو ذرۂ ناپسبز کمتر بلکہ لاشی و معدوم محض انکے وجود کا ارادہ کیا تو موجود ہو گئے اور عدم کا ارادہ کیا تو معدوم بن گئے اسکی مشیت و اختیار میں تمام عالم محکوم و مستخر اسکے کہنہ حکمت پانے میں عقل کل حیران و متحیر اسکے ہیبت و جلالت آگے انبیاء و سلاطین و ملائکہ مقربین ترسان و لرزان اسکے عظمت و دبدبے سے عرش و افلاک سرگرداں اسکے

روبرو کیسا کچھ نہیں چلتا بے اذن و حکم اسکے ایک پناہ نہیں ہاں لا یشک ذرۃ الا باذن اللہ اور قیامت کے دن بھی ایسا اذن و اختیار و اکامرو فیہ مثل اللہ اگرچہ افعال اختیاری صادر ہونے کے لئے مخلوقات کو کچھ علم و قدرت و ارادہ دیا ہی لیکن اسکے علم و قدرت و ارادے کے روبرو نہایت دریا کے قطرے سے بھی کم اسکے علم و قدرت و ارادے اور دوسرے صفات و خصوصیات میں مخلوقات کو خواہ مرد و عورت سے ہوں جیسے جن دیو پری وغیرہ خواہ مقبولین سے جیسے پیر شہید اولیا انبیاء و ملائکہ وغیرہ کو شریک کرنا یعنی جو کام خدا تعالیٰ سے ہونگے ہیں ان سے ہوتے ہیں سمجھیں تو شرک ہوتا ہی یہ گناہ قابل عفو نہیں ابد الابد و دوزخ میں رہنے کی سزا قرآن و حدیث سے ثابت ہی اسطرح کا مختصر بیان توحید کا ہی اور نبوت کا بیان یہہی کہ سب انبیاء آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء تک جو ہو ہیں آدم علیہ السلام کے اولاد ہیں بشر ہیں خدا تعالیٰ کے بندے ہیں خدا تعالیٰ سب آدمیوں سے انکو چن لیا گناہوں سے پاک کیا خلق کی ہدایت کے واسطے رسالت کا منصب دیکر بھیجا سب انبیاء اپنے گفتار میں راست و صادق ہیں جو جو حکم انعام خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں امتثال میں و جان سے قبول کرنا ہی انکی اطاعت و فرمانبرداری ہیں خدا تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری جانتا انبیاء خدا تعالیٰ کے مقبول و خاص بندے ہیں خدا تعالیٰ انکو سب مخلوقات و کائنات میں افضل بنایا انکا مرتبہ فرشتوں کے مرتبہ سے برتر ہے ہر جی نہیں جی نہیں

افضل میں آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام محمد علیہ الصلوٰۃ
 والسلام آنحضرتؐ ان پانچوں سے افضل میں آنحضرتؐ کی شان و صفات جتنی کہ پرانی تھیں کم ہی ہو سکتی ہیں کہ آنحضرتؐ
 کی شان و صفات کہ سکیم جسکی شان خود خدا تعالیٰ قرآن میں کیا ہی غرض الوہیت و معبودیت کے شان کے سوا
 کل کائنات میں آنحضرتؐ افضل میں مگر الوہیت و معبودیت کی شان میں یعنی خدا تعالیٰ کی شان و صفات
 میں آنحضرتؐ کو نہیں پہنچا، اسیکو عرف شرع میں شکر کہتے ہیں یہ اختصار کے ساتھ نبوت کا بیان ہے۔
 صاحب تقویۃ الایمان بھی لکھے کہ پہلے شرط کو لینے والا اللہ کو لکھ کر توحید کا بیان کیا ہی اور دوسرے
 شرط محمد رسول اللہ کو دوسرے جلد میں لکھو گا کہ اس توحید کے بیان کو اس فرج سے کھلا ہی کر
 کی بویاس باقی رہے اور لوگ جو مخلوقات کو اس خالق ارض و سموات کی وحدانیت میں داخل و شریک
 کرتے ہیں سو ان مخلوقات کی عجز و لا چاری و بے قدرتی کو جو اس خالق قدریکے رب و ربوبی الہی تمثیل و مظاہر
 کے ساتھ بیان کیا ہی کہ کم شعور شخص بھی سمجھ سکتا ہی کہ بنایا والے کے رب و ربوبی ہونی چیر کیا حقیقت کہا
 خالق اور کہان مخلوق کہان مالک اور کہان ملوک جیسا بحری نے کہا **۱** وہ ایک بڑا بہت بڑا
 سب اسکے بنائے اور بنے ہیں وہ چاہا تو پھر ایسے سیکڑوں چیز بنا سکتا ہی جیسا کہ اساس الاسلام کے
 عقیدے میں کہا **۲** او تو اندھے جنین عالم آدمی آفریدہ و مدعم ہوا اسکے بنانے کو آلات و اسباب
 ضرور نہیں کسی چرکار وادہ کیا اور ہو کہا تو ہو گئی اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون
 سب عالم کی زمام اختیار بھی اسکے دست قدرت میں ہی کسی جن انس و فرشتے کی مجال نہیں کہ بے قدرت و
 مشیت اسکے کچھ کر سکے جیسا کہ جامی نے اپنے عقیدے میں کہا **۳** مخلد بے ارادتش خارجے ہو گلسد
 بے مشیت تباری و فی اللش گر جانیان خواہند کہ سر موی از جہان کاہند کہ گشتا جہان ارادت او کو
 ننون کا سنن بریک موکو و برہم در خلاف آن آیند کہ بران ذرۃ بغیر آیند و نہ بدلی ارادت او کو
 نتوانند ذرۃ افرو کو اسیر طرچ سب کار و بار دین و دنیا کے بے مشیت و اختیار اسکے نہیں ہو دیا

رزق بیماری تندرستی نفع و ضرر موت حیات ال اولاد یہ سب اللہ تعالیٰ کی نیت و ارادے سے ہوتے ہیں اور
 عاقبت میں بھی مقبولیت و نامقبولیت نیکی کی جزا بدی کی سزا گناہوں کی بخشش و عافی بہشت میں داخل کرنا
 یا دوزخ میں بھیجنا یہ بھی خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہی اس لئے بندگان کو چاہئے کہ اپنی سب حاجت مراد خواہ دنیا کی
 بہبودی کی ہو یا عاقبت کی فلاح کی خدا تعالیٰ ہی سے مانگے اور اسی سے دعا التجا کرے اسکے غیر سے نہ کرے
 کیونکہ غیر کو ان کاموں کے بر لانیکی قدرت و اختیار نہیں جیسا کہ شیخ فرید الدین عطار نے کہا **ہ** در بلا
 یاری خواہ از بھیکش از آنکہ نبود جز خدا فرما درس از ہر کہ خواند غیر حق را ای پسر تو کبیت در دنیا از و گمراہ تر
 اور سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا **ہ** بداریم غیر از تو فرما درس از تو فی عاصیان و خطا بخش و بر حق اگر خدا تعالیٰ
 کے غیر میں اس طرح کی قدرت و اختیار ہی سمجھ کر دعا و التجا کرے حاجت مراد مانگے تو شرک ثابت ہو تا ہی اس طرح کا
 مضمون تقویۃ الایمان میں بھی ہی اہل شرک جو اپنے تصور میں بعض مخلوقات کو شان الوہیت میں پہنچائے ہیں
 اس طرح کا مضمون جب سنتے ہیں تو ان مخلوقات کی توہین ہوئی ہی سمجھتے ہیں جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 اپنے زمانہ کے نصاریٰ کے روبرو فرمایا عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رسول ہیں بشر ہیں تو نصاریٰ
 سمجھے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہوئی کیونکہ اپنے زعم باطل میں انکو خدا تعالیٰ کا بیٹا بنا کے الوہیت میں
 شریک کئے تھے اسی بدستور نام کے مسلمان جبکو شرک کر نیکی عادت ہو گئی اور پر و شہید اولیا انبیا کو
 الوہیت یا خواص الوہیت میں شریک کرتے ہیں سو جب توحید کا بیان سنتے ہیں تو بزرگوں کی توہین و
 تنقیص ہوئی سمجھتے ہیں خدا تعالیٰ انکی ہدایت کرے۔ شیخ الہند جو لکھے کہ اگر اللہ تعالیٰ عتاب یا خفا
 کے طور سے انبیا کے حق میں کوئی بات فرمایا ہو یا اپنی الوہیت یا کبریا کے نظر کرتے انکو کوئی بات کہا ہو تو
 انکو لائق نہیں کہ ایسی باتوں میں دخل دیں الی آخرہ اُس سے مراد شیخ یہ نہیں کہ جو آیات عتاب و خفا
 کے آئے ہیں سو وہ منسوخ و منکھوت ہیں انکو ہرگز تلاوت نہیں کرنا یا دوسرے آیات پکار کر پرہیزان
 آیتوں کو اہستہ منہد میں بول لیا تا عرب یا عربی زبان جاننے والے سنیں تو بے ادبی سمجھیں جیسا

مستعرض کا خیال ہی بلکہ ایک قاری دمالی ان آیتوں کو خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں پکار کر ہی پڑھتا ہی
 جیسا سورہ عبس و قولی ان جاوہ الاعلیٰ عبد اللہ ابن مکتوم کے باب میں آنحضرت کے غبار ہوا تھا مولانا شاہ
 عبدالعزیز قدس سرہ لکھے ہیں کہ ان آیتوں کے پڑھنے اور بیان کرنے میں معجزانہ اور معجزانہ کو مریضوں
 اور مسترشدوں کو بہت سے فائدے ہیں اور بہت سی حکمت و موزا اللہ تعالیٰ اس میں رکھا ہی اگر کسی کو کچھ
 منظور ہو تو تفسیر فتح العزیز دیکھ لیوے اس سے عتاب و خطاب کے آیات کو نہ پڑھنا ہرگز منع نہیں اور شیخ
 کا ارادہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ عند الضرورت ان آیات کو بیان کریں مثلاً کوئی نصرانی کہے ان اللہ
 هو المسیح ابن مریم تو اللہ تعالیٰ آنحضرت کو فرمایا قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان
 یهلك المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعاً اور ان اللہ ثالث ثلاثہ
 کے جواب میں فرمایا وما من الہ الا الہ واحد اور فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول
 قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقہ کا نا یا کلان الطعام سیّدنا و قی
 میں کہا ہی معتقران کا الحیوان یعنی عیسیٰ اور مریم ہر دو حیوانوں کے سر کا کھانسی احتیاج رکھتے تھے سو
 اسکو شیخ الہندیہ نے ادبی میں نہیں لگ سکتے اسی طرح کوئی طرح کہ محمد ہوں اللہ خبر مبتدای خدا ہی احمد
 محمد خدا ہی یا کوئی کہے اسی بظاہر عرب علاماتی ذوالعین رب درحقیقت ذاتی ہوتے تھے البتہ کہنا کہ
 تم مکے میں عبدہ و رسول کی گواہی دے جب آنحضرت عید ہو تو خدا کیسا ہونگے اور خود خدا سبحانی
 قرآن میں فرمایا قل انا نبشر مثکم یوحی الی کہہ نہیں ہوں مگر بشر تم مجھ پر وحی آتی
 ہی پیغمبر ہوں پھر آنحضرت بشر ہوئے تو احتیاج بشریت لگے خدا کی طرح ہونگے کہ کے متحد و نگو البتہ الزام
 دیا ضرور یہ عین ادب ہی اسکو شیخ الہندیہ نے ادبی میں مستعرض کے زعم کے موافق شمار نہیں کر سکتے
 اسی بدستور جب ضرورت داعی ہو تو اور نام کے مسلمان شرک کرنے لگیں تب ان سے شرک چھڑانے
 خدا سبحانی کی قدرت و عظمت اور معجزات کی انکے زور و عجز و دولت بیان کرنا ضرور تا لوگ خلق سے

منہ مود کر خالق سے جو ب کا معبود و مقصود ہی رجع ہو دین کلمہ طیب لا الہ الا اللہ کا مضمون بھی یہی ہے
یعنی معبود دان باطل کی نفی اور معبود برحق کا اثبات شیخ کا غرض نبوت میں ایسا لکھے سو یہ بھی کہ بے ضرورت
و بے محل الہی باتوں کو نقل ہر محفل نکرے اور ہر عامی کے روبرو بولتے نہ پھرے مبادا کسی بے وقوف کی سمجھ میں
بزرگوں کی توہین آ جا کر حماقت سے کہنے والے کی تکفیر نہ کر بیٹھے یا اللہ کے ذی عزت بندوں کو خوار سمجھ کر آپ
گمراہ ہو جاوے کہ ان شیخ کا غرض اور کہان معترض کا خیال فاسد فافہم و تدبر۔ اسی سے معترض کے
منوئے پر کینہ کا رد ہو چکا کیونکہ جب پایہ مضحک ہو گیا تو اس پر تمسیر کیا جاتی باوجود اسکے ہم اسکے اعتراض کا
جواب بھی لکھتے ہیں تا منصفوں کو معلوم ہو جاوے کہ اسکے اعتراض سب کے سب نہیں دلچ ہیں۔

قولہ سوال تاویل کرنے والے بری بری کتابوں کے چند جملے بتلا کے کہتے ہیں کہ دیکھو کہ اگلے بزرگان
ان کتابوں کے جملوں کو تاویل کئے ہیں رد نہیں لکھے پھر اس زمانے کے لوگ تقویۃ الایمان کے جملوں کو تاویل
نار کے رد کو واسطے کرتے ہیں۔

جواب یہ بھی عوام کو دہوکا دینے کا جیلہ ہی کیونکہ بری کتابان واسطے برے عالم ہوتے ہیں اور
تاویل کی لیاقت بھی رکھتے ہیں اور تقویۃ الایمان ہندی زبان میں عوام بیچاروں کے لئے بنی ہوئی اسکا ظاہر
معنی سمجھ لیکے گمراہ نہ ہونگے تو اور کہا ہونگے انکو تاویل کی طاقت کہ ان بھلا چند روئے ایسی تاویل
بے فائدہ لکھنا شروع کئے اسکے آگے کے عوام کا کیا حال ہوا ہوگا انکا گناہ کس کی گردن پر ہی پس
بری کتاب نہ عوام کے نظر میں آتی نہ وہ گمراہ ہوتے پھر تقویۃ الایمان کو بری کتابوں پر قیاس
کرنا خالی فریب سے نہیں۔

اقول کسی بزرگ کی کتاب میں کوئی بات ماقول رہے یا اسکی معنی میں شبہ نظر آیا تو دینداروں کو
لازم ہی کہ حتی الوسع اسکی تاویل کریں اگر تاویل نہ بن سکے اور وہ بزرگ اہل علم اور دینداروں
ہو تو تفویض کرے یعنی اس بزرگ پر چھوڑ دے اسکو برا نہ کہے کہ سب علماء و فقہاء لکھے ہیں

اسی بدستور تقویہ الایمان والے بھی برے زبردست عالم اور دیندار ہیں انکی باتوں کو بھی تمھاری سمجھ میں نہ آوین تو تاویل کرنا تکفیر نہ کرنا کہے تو اسکا جواب یہ ہوا کہ عوام کو دھوکا دینے کا حیلہ ہی تری تری کتابان والے برے عالم ہوتے ہیں تاویل کی لیاقت بھی رکھتے ہیں تری تری کتابوں میں ایسی باتیں ہوں تو مضائقہ نہیں چھوٹی کتاب میں ناہونا کر کے لکھا ہی اہل علم کے پاس یہ جواب مسموع ہوگا بالکل نامعقول ہی کیونکہ عقیدہ بگڑنے کی بات خواہ چھوٹی کتاب میں یا موٹی کتاب میں ہر دو کا حکم واحد ہی - چھوٹی کتاب میں ضرر بالفعل ہو تو تری میں بالقوہ ہی رفتہ رفتہ تری کتاب کی بات بھی کسی کے بیان و ذکر سے عوام میں شایع ہو جاگی یا عربی ہو تو فارسی میں فارسی ہو تو ہندی میں ترجمہ ہو کر عوام کے دیکھنے اور سننے میں آگئی کہا معترض کو معلوم نہیں کہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ تری کتاب مخصوص فتوحات وغیرہ میں لکھا تھا اور اسکی تاویل کرنے والے بھی برے برے عالم ملا جامی قیسری بحر العلوم کے سر یکے رہتے ہوئے ہزار ہا عوام ملاحظہ و زندیق ہو گئے تری کتاب کی بات عوام کی نظر آگئی گمراہ بھی ہو گئے معترض کا کہنا کہ تری کتاب سے عوام گمراہ نہیں ہوتے بر غلط ہوا - رہا معترض کا کہنا یہ کہ کسی کتاب سے لوگ گمراہ ہو جاوین تو گناہ کس کی گردن پر ہی اب معترض ہی کہنا ہی کہ ان ملاحظہ کا گناہ کس کے گردن پر ہی - اگر معترض سے جواب نہ بن سکے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی کتاب فی الحقیقت اچھی ہو لوگ فہم معنی میں قصور کریں تو یہ گناہ انکی گردن پر ہی مثلاً قرآن مجید خدا تعالیٰ کی طرف سے خلق کی ہدایت کے لئے منزل ہوئی سو کتاب اہل بدعت و اہل تہوچند جا بے برابر معنی نہ سمجھ کر اپنے عقیدے بگارت لئے اور اہل سنت و جماعت سے دور پڑ گئے یہہ قصور اہل بدعت ہی کا ہی جو اپنے فہم کو صحابہ و تابعین کے فہم کے تابع نہیں کئے جو اہل اسلام کے اولی حجت اور خیر القیود ان میں تھے اور انہی کے عقیدے و اعمال کی سند پکڑنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس فرمان عالی شان کو بھی پس پشت ڈال خود رائے ہو کر گمراہ ہو گئے - روافض و خوارج بھی باوجود سارے اصحاب اور ائمہ و ارجح مطہرات اہل بیت کی غرضی و بزرگی آیات و احادیث کے انھوں سے

اور صحابہ و تابعین کے تفسیر و بیان سے ظاہر رہتے ہزارہا نفسانیت ان مقدسوں سے ناحق بدظن ہو کر
 ہو کر گمراہ ہو گئے یہہ قصور اپنی کا ہی نیز بدستور شرک و بدعت کر نیوالے نام کے مسلمان معتقدات تقویۃ الایمان
 کو جس میں توحید خالص کا بیان ہی سوا اپنے شرکیہ عقیدے کے خلاف میں پا کر بدظن ہوے اور بعض طعن
 کرنے لگے سو یہہ انکی بد فہمی اور گمراہی ہی یہہ گناہ اپنی کی گردن پر ہی تقویۃ الایمان ہندی زبان میں
 خاص و عام کے فایرے کے واسطے صاف صاف لکھی گئی ہی اس میں کچھ شبہ نہیں حاجت تاویل کی بھی
 نہیں مگر چند اثر اور مفسد عوام کو بچانے اور دہوکا دینے اسکے چند جملوں میں ناحق شبہ ڈالنے اور
 انکو بدظن بنانے سے رخص شبہ کے واسطے اسکی توضیح و تشریح کرنا ضرور ہوا و گرنہ حاجت نفعی فدیہ
قولہ سوال محمد علی رامپوری خلیفہ سید احمد تقویۃ الایمان کا معتقد کافر ہی کے کہ جو فتویٰ لکھے وہ
 کونسی کونسی باتان ہونگے چنانچہ وہ فتویٰ اول بار کی تنبیہ الفضالین کے بار میں صفحے میں اور تیسرے
 میں اور نواب عظیم جاہ بہادر مدظلہ العالی کے برے فتوے میں موجود ہی -

جواب مولوی مذکور محل لکھدے کہ تقویۃ الایمان میں چند جملے ایسے ہیں کہ انکا معتقد کافر ہی
 اور سنت و جماعت سے باہر اور دائرہ اسلام سے خارج لیکن دے کون سے کون سے جملے ہیں سو صاف
 ذکر نہیں کئے شاید یہ جملے ہوں تو کچھ بعد نہیں تقویۃ الایمان کے جملے اس کتاب سے منقول ہیں
 جو ۱۲۶۵ ہجری میں شہر کلکتے کے محلہ مصری گنج میں مطبع کریم میں منجان کے چھاپے سے چھاپے گئی تھی
 لیکن دوسرے بار چھپی سو کتاب میں آگے پیچھے رہینگے غور سے دیکھنا۔

اقول مولوی سید محمد علی صاحب عظمیٰ خدا تعالیٰ کی رحمت ان پر ہو مصلحت فتویٰ پر دستخط
 کئے سوا اسکی توجیہ تنبیہ الفضالین تشہیم المسک الافرنیہ المنعرو غیرہ میں آگے صاف لکھ چکے پھر بھی نہیں
 نہیں مریکا مولوی صاحب ایسا لکھ دئے ہو لکر بار بار اہل فری کے طور سے معترض اسکا ذکر کرتے جاتا
 خالی کرے نہیں حقیقت اسکی یہہ ہی کہ حضرت مولوی سید محمد علی صاحب واعظ رحمۃ اللہ علیہ او ان

مدراس کو جب تشریف لائے تو اس خوبی کے ساتھ قرآن مجید کا وعظ فرمائے کہ اہل مدراس بلکہ زانیوں
 کا ان ایسا وعظ کبھی نہیں سنے اور ایسی شکل و شمائل اور اخلاق حمیدہ اور سیرت پاکیزہ کا شخص نہیں دیکھے
 بمصدق **۷** درجہ ان ہوئے اونید چہ دیدہ ہر کہ نشید از دشمن چہ شنید بہت سے اہل مدراس
 اور اطراف و اکناف کے لوگ جنہیں اہل علم اور صاحب فہم بھی تھے سمیت سے مشرف ہوئے شرک
 بدعت و افعال شنیعہ سے توبہ کئے چند کفار بھی اپنے کفر سے باز اگر مومن ہو گئے بعد ازاں واعظ
 موصوف بہت کلمتہ تشریف فرما ہوئے چھ سات سال کے بعد نواب و حبیب اور انکے والدہ خواہ
 بیگم صاحبہ سابق اسبات کے ہوئے کہ ہم بھی ایسے ہی پیر کے مرید ہوا چاہئے بارے خاندان سے بھی
 بعض بعض نامور لوگ مرید ہو چکے ہیں فی الواقع ایسے مرتبے اور پائے کا شخص یہاں کوئی نہیں تھا
 عالم و مشائخ تو تیر تیر نہیں یہ تجویز کر کہ خطوط لکھے اور واعظ موصوف کے طالب ہو کر آئیں اپنے
 سرکاری سپاہی کوٹ قاسم کو جو واعظ موصوف کے مرید و شاگرد تھا بھیجا کہ منت بلوائے یہاں کے علماء و
 مشائخ دیکھے کہ اب بات تو بہت بے طوہر ہو گئی اگر نواب صاحب اور بیگم صاحبہ مرید ہو جاویں تو
 ہماری قدر و منزلت بالکل جاتی رہے گی اور یہ رسوم و عادات شرک و بدعت کے جو سالہا دہائے
 ہمارے یہاں رائج ہیں سب موقوف ہو جاویں گے بعض لوگوں کو گزند و وقرون کی طرف سے جاگیر و
 انعامات مقرر ہیں تو خود دن کو شد و نہ جھند و نہ کے نذر و نیاز پہنچتے ہیں سوائے سب سے دست بردار
 ہونا ترجیحاً پس مصلحت یہ بھی کہ ایک ایسی تجویز نکالیں کہ جس سے نہ نواب صاحب و بیگم صاحبہ
 ہونے پاویں نہ ہمارے معمول موقوف و معطل ہو دیں پھر شیطان کے اغوائے یہ تمہارے کہ
 یہ شخص تو ہمارے ماتھے سترنا نہیں آگے بھی آیا تھا سو وقت دیکھ چکے اب کتاب تقویۃ الایمان
 جو اسکے پیر بھائی کی ہی اسمین چند نظائر و امثال عوام کے شرکیہ عقیدے کے خلاف ہیں سوائے انکو دستانہ
 کر کے عوام کو شورش پر بلانا اور نواب صاحب کو شورش مٹانے کے عافی بنا کر ہماری حمایت پر کھنا

اور واعظؒ صرف کینک کرنا کہ اس کتاب میں چند جگہ اچھے نہیں دتے آپ انکو اچھے جانتے ہو یا برے
 اگر کہیں کہ اچھے ہیں تو انکو بدنام کر دیا کہ اسکا عقیدہ اچھا نہیں کوئی مرید نہیں وہاں کہیں کہ برے ہیں تو
 انکو کتاب کو بدنام کر کے بچ کو بیچ کر بیچ دیا اور میاں سے اٹھا دیا پھر ہمارے کام معمول کے موافق بحال رہے یہ تجویز
 کر کہ واعظؒ کو لکھ دیجئے کہ تقویۃ الایمان میں چند جگہ خراب نظر آتے ہیں آپکا اعتقاد کیا ہی جناب
 واعظؒ لکھ دیجئے کہ سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف خواہ اس کتاب میں ہو یا اور کوئی کتاب میں برابر
 اعتقاد اسپر نہیں تب ہر اس کے علاوہ دیکھے کہ اب کچھ بات بنائی ہی مگر خاطر خواہ نہیں نواب صاحب سے
 کہے واعظؒ لکھ دیجئے سولس نہیں اس سے عوام کی شورش نہیں دیگی بہتر یہ ہی کہ آپ اُننے ایسا لکھوا لیں
 کہ البتہ اس میں چند جگہ خراب ہیں اسکو رکھنا اور پرہیزا بر نہیں تب نواب صاحب واعظؒ موصوف کو بلوا کر
 کہے کہ آپ مصلحت ایسا لکھ دیں جناب واعظؒ راضی نہیں ہوئے تب نواب صاحب کہے کہ حق آپکے جانب
 رہتے ہوئے صلح حدیبیہ کے طور سے لکھ دینے میں کہا قباحت ہی ورنہ عوام کی شورش اور بدوا ہو سیکھا
 تیرا اندیشہ ہی غرض جناب واعظؒ ناچار ہو کر صلح حدیبیہ کے طور سے لکھ دئے۔ صلح حدیبیہ کے شروط
 یہ تھے کہ کوئی شخص کفار کا اہل اسلام میں آیا تو اسکو واپس دے دینا برخلاف اہل اسلام کوئی شخص
 کفاروں میں آیا تو اسے واپس نہیں دیونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا نام محمد رسول اللہ لکھے
 ہیں سو اسکو نکال دیکر محمد ابن عبد اللہ لکھنا اگرچہ حضرت عمرؓ اور دوسرے اصحاب ایسے زبردستی کے
 شروط پر راضی نہیں تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتضا وقت پر نظر کرنے لکھ دئے اسی بدستور
 واعظؒ موصوف کے بعض خلفا راضی نہیں تھے مگر حضرت واعظؒ مصلحت لکھ دئے اسطرح کے فتنے فساد
 مٹانے مصلحت عام کے واسطے ایسا لکھ دینا جائز ہی چنانچہ آنحضرت خود کئے اور حسن مجتبیٰؓ بھی باوجود
 آپ خلیفہ برحق ہونیکے مسلمانوں میں کافرا و منافقوں کے خلاف چھوڑ دیکر والی شام کو خطبہ کروا کر
 حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ جلیل القدر سے فرما دے نواب و غوارج میرے پرہیز کرینگے اسوقت تجھکو

لعن کرنے تنگ کئے تو تو کہا کریگا پوچھا میں کہا کروں فرماے لعن کر گزرتا امت کر لینے مصلحت مجھ پر لعن کر
لیکن دل سے بُرا مت جان غرض جناب واعظ سب کے روبرو علانیہ کھڑے کہ جیسا میرے جدا مجد جس مجتبیٰ
مسلمانوں میں فساد نہونے والی شام سے صلح کئے تھے ویسا ہی میں بھی صلح کیا ہوں اور خود معترض کی
تحریر سے ظاہری کہ مولوی محمد علی صاحب کون سے جگہ خراب ہیں سو ظاہر نہیں کئے حقیقتہً خراب ہوتے
تو ظاہر کرتے خراب نہیں اس واسطے ظاہر نہیں کئے اب معترض اپنے عقیدہ فار سے ظاہر کرتا ہی کہ شاید
یہ جگہ ہوں تو کچھ بعید نہیں اب ہم ان جگہوں کے اعتراض کے رد کی طرف متوجہ ہوں و باللہ التوفیق
قولہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۷-۱۰۸ سطر ۱۔ سب ابنیا اولیا اللہ کے روبرو ایک ذرہ ناجیز سمجھتے بھی کمتر ہیں
حاشیہ اگر کتاب والایون کہتا کہ سب ابنیا اولیا اللہ کے روبرو اپنے کو ناجیز سمجھتے ہیں تو ایک بات
تھی نہ کہ اپنی طرف سے ایسی بات بولے اور حکم کرے اب منصف مزاج غور سے دیکھے کہ جو طریقہ ادب کے
بر خلاف ہی یا نہیں۔

اقول معترض اصحاب دینا ہی کہ اگر کتاب والایون کہتا کہ سب ابنیا اولیا اللہ کے روبرو اپنے کو
ناجیز سمجھتے ہیں تو ایک بات تھی لیکن مصافیقہ نہیں تھا۔ نبی صلاہم پوچھتے ہیں کہ ابنیا اولیا کا ایسا سمجھنا
حق و واقع ہی یا خلاف واقع جیسا شعرا اور امیرون کے خوشامد گو جھوٹے موٹے کہا کرتے ہیں پھر بیرونی
جناب تو خلاف واقع و ناحق سمجھنے سے برابر ہی پس جو دے سمجھے سو حق ہی سمجھے ہونگے پھر اس حق بات کو
وہ سمجھتے ہیں کہنا یا حق و واقع ہی کہنا ہر دو مذمت آوی ہی اصلاح تحصیل حاصل دوسرا پیغمبرانہ سب کو
ناجیز سمجھتے ہیں سو بات کو کوئی شخص عند الضرورت ذکر کیا تو اس کو بے ادبی سمجھنا گویا پیغمبروں کے
سمجھنے کی بے ادبی ہوئی اور پیغمبرانہ اپنے کو جس جناب کے روبرو ناجیز سمجھتے ہیں سو اس جناب کی عظمت
و عظمت کا درپردہ انکار ہوا مثلاً اللہ جل شانہ اس عالم کو جو عدم محض اور لاشی تھا ذرہ ناجیز بھی
نتیحا سوا اس کو اپنی قدرت کا مدعی ہے وجود میں لایا اور چیز بنایا اسکے اجزاء و افراد کو بھی جو ملک جن و انس

انبیا اولیا وغیرہ میں سب سے سب معدوم و ناجائز تھے جیسا خدا تعالیٰ نے ذکر یا پیغمبر کو فرمایا وَلَمْ تَكُنْ شَيْئًا لِّعَن
تو کچھ چیز نہ تھا سو انکو چیز بنایا اور معزز و مکرم کیا سو اسکی ایسی قدرت کاملہ کا انکار ہوا آئندہ بھی اس عالم کو معدوم
کرینی قدرت اسکوی اور سیکر دن عالم بنانے اور معدوم کرینی قدرت رکھتا ہی سو اسکا بھی انکار نہ تھا جیسا اس
کے عہدے میں لکھا ہی ہے **۵** اوتواندلسی چنین عالم بدی افرید و کرد عدم ہائے ایسے بہت سے عالم
جس میں میں و اسمان عرش کرسی لوح و قلم و روح و ملائکہ جن انس انبیا اولیا وغیرہم میں پیدا کر سکتا اور معدوم
بھی کر سکتا ہی ایسی تری قدرت کے روبرو یہ عالم بالکلے افراد جو آسمان زمین جن و ملک انس وغیرہ میں
کبا چیز ہیں اور بھی اسکی قدرت و عظمت کے باب میں امام وقت عبدالباقی شاعر اسی طبقات میں امام
ابوصنیفہ سے انہوں نے عطا سے روایت کئے سو ذکر کئے ہیں کہ ما من ملک مقرب ولا نبی

مرسل الا و لله الحجة عليه ان شاء غفر له وان شاء يعذبه بئس كوفي مغتر
فرشتہ اور پیغمبر مرسل ایسا نہیں ہی کہ حسیر اللہ پاک جل شانہ کی حجت نہ ہو پھر اگر چاہے تو اسکو کچھ اور چاہے تو

عذاب کرے۔ اور امام فخر الدین رازی تفسیر میں ان تعذبهم فانهم عبادك وان
تعفر لهم فانك انت العزيز الحكيم کے کلمے سو عبارت یہی ہے انه يجوز على

لله تعالى ان يدخل الكفار الجنة وان يدخل الزهاد والعباد في النار
یعنی جائز ہی اللہ پاک کو اہل سنت کے مذہب کے رو سے کہ داخل کرے کافروں کو جنت میں اور داخل کرے
زادہ و نادر عابد و نیکو و مؤمن میں انتہی اور عقاید سنیہ والے لکھے ہیں کہ خطیہ تعالیٰ چاہا تو ہزار ابراہیم کو
نزد کے درجے میں اور ہزار غزوہ کو ابراہیم کے مرتبے میں ہزار موسیٰ کو فرعون کے درجے میں ہزار فرعون
کے درجے میں ہزار فرعون کو موسیٰ کے مرتبے میں کر دیو۔ پس ایسا کہنا ان بزرگوں کا ذمہ ناجائز سے
کمتری کر کے کہنے سے کہتا ہے کہ نہیں البتہ تبرک ہی مگر سارے مخلوقات میں انبیا اولیا افضل و اکمل ہیں
خاصہ کائنات میں اگرچہ بعض شافعیہ ملائکہ کی فضیلت پر گئے ہیں مگر جمہور کے پاس انبیا کی فضیلت بہت

ہی انکو دوسرے مخلوقات کی نسبت فضیلت و بزرگی میں کمتر جانیں تو البتہ انکی توہین ہوگی اور سبھا والے
 کی طرف نسبت بے ادبی کی کئی جاگی مگر اللہ پاک جل شانہ کی شان کی نسبت انکو ایسا جانیں تو انکی فضیلت
 و بزرگی کم نہیں ہوتی مثلاً اللہ جل شانہ کی شان کی نسبت انکی شان کو نسبت دریا کے قطرے سے بھی کم
 جانیں یا نسبت آفتاب کے ذرہ سے کم مائیں تو سچا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہی ہے مخلوق میں اللہ تعالیٰ
 قدیم ہی ہے حادث میں اللہ تعالیٰ کی شان کو حد و نہایت نہیں انکی شان کو حد و نہایت ہی جو چیز حد و
 نہایت رکھتی ہی سوا اسکو حد و نہایت نہیں رکھنے والی چیز کے ساتھ کہا نسبت مقید کو مطلق کے ساتھ
 کہا مناسب اسکے سوا اللہ تعالیٰ کی شان و بزرگی ذاتی ہی انکی عطائی **س** بدرگاہ لطف و
 بزرگیش بڑ بزرگان ہندہ بزرگی زمرہ خود خدا تعالیٰ حدیث قدسی میں جو صحیح مسلم میں ہی فرمایا
 امی میرے بندوں میں سب کے سب تمہارے میں کے زیادہ نیک شخص کے سری کے لئے پیغمبر کے سری کے ہوا تو
 بھی میری سلطنت کی رونق تر جہ نہ جاوے گی اور تم سب کے سب تمہارے میں کے زیادہ بد شخص لئے شاد
 فرعون ابوجہل کے سری کے ہوا تو بھی میری سلطنت کی رونق گھٹ نہ جاگی اس لئے کہ میری سلطنت
 و شان ذاتی ہی قدیم ہی ذاتی و قدیم شی گستا و تر حاد و تغیر و تبدل نہیں چاہتی۔ مولوی اسماعیل صاحب
 اللہ تعالیٰ کے کلام اور آنحضرت کی حدیث کی نسبت میں لکھے ہیں کہ در شاہوار اور خذف پارہ کی نسبت
 میں نے خدا تعالیٰ کا کلام بہت بہتر موتی کے سر کیا اور آنحضرت کی حدیث اسکے روبرو تھیکری کے سری کی ہی
 اگر اس طرح کی نسبت حدیث شریف کو کسی مخلوق کے کلام کے ساتھ کہتے تو البتہ آنحضرت کی توہین کئے
 سر کیا ہوا اور مولوی اسماعیل صاحب تیسے بے ادب کہلاتے چونکہ خالق کے کلام کے نسبت ایسا لکھتے ہیں
 انکو بے ادبی میں نہیں گن سکتے باوجود اسکے معترض کے خیال میں یہ سب باتیں بے ادبی میں شمار
 کئے جاتے ہیں تو انکی تعزیر بھی مقرر کیا جائے ایسی باتیں نسبت سے لوگ کتابوں میں لکھی ہیں انہیں
 چار بیچ شخص کا ذکر آیا ہی ایک تو صاحب تقویۃ الایمان سب انبیا اولیا اسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز ہے

کتر ہیں لکھے۔ دوسرے عبدالوہاب شرادی کوئی مقرب فرشتہ اور پیغمبر مسل ایسا نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام
 کی محبت نہ ہو پھر اگر چاہے تو اسے بخشے اور چاہے تو عذاب کرے لکھے۔ تیسرے امام فخر الدین رازی جانیہ
 ہی ہمارے مذہب میں یعنی سنت و جماعت کے مذہب میں داخل کرے کافروں کو جنت میں اور داخل
 کرے زاہدون اور عابدوں کو جہنم میں انبیا اولیا بھی ہیں ورنہ میں۔ چوتھے عقاید سنیدہ والے
 خدا تعالیٰ چاہتا تو ہزار ابراہیم کو غرود کے درجے میں ہزار غرود کو ابراہیم کے مرتبے میں ہزار موسیٰ کو
 فرعون کے درجے میں ہزار فرعون کو موسیٰ کے مرتبے میں کر کے لکھے۔ پانچویں مولوی اسلی صاحب
 کلام اللہ بہر موتی کے سر کیا اور آنحضرت کی حدیث خشکی کی سر کی لکھے ہیں سواب بے پانچون
 معترض کے تصور کے موافق قابل تعزیر تھہرے بے پانچون بھی زندہ نہیں ہیں جو ان سے باز پرس و
 مواخذہ کریں اب فقط تعزیر یہی ہو سکتی ہے کہ تکفیر کریں انکی کان بون کو پہننے پر ہانے گھروں میں کھنے
 منع کریں انہیں ایک کی تو تعزیر ہو چکی ہیں صاحب تقویۃ الایمان کی باقی چار کی ہونا ہی شاید معترض
 ان چاروں سے درگزر کر فقط تقویۃ الایمان والے کی تعزیر بس سمجھیں کیونکہ عناد و تعصب تو اسی
 ہی لیکن ظاہر ایک کو تعزیر کرنا دوسروں سے درگزرنا بالکل آئین انصاف کے خلاف ہی سمجھ کر ایک فقہی
 مسئلہ میں کر لیا وہ یہی کہ اگر چار شخص ایک ہی طرح کی تفصیر کریں لیکن انکے حال و درجے پر نظر کرتے
 کسی کو خالی سزائش کسی کو جس کسی کو ضرب شلاق کرنا ہی سوئے نامدار علمائے ہند سے انکو چھوڑ دینا
 تقویۃ الایمان والا ایسا نامور شخص نہیں بلکہ عامی ہی فقط اسکی تعزیر ہو تو بس ہی کر کے کہیگا تب اسکا
 دوست اور جاننے والے اہل انصاف سے عرض کریں گے نہیں نہیں صاحب مولانا اسماعیل عادیونے
 نہیں ہی اسکے آباؤ اجداد تو برے برے عالم متحر ہوئے ہیں اور سنت و جماعت کے پیشواؤں سے
 ہیں خود یہ شخص بھی بڑا جید عالم اور بڑا دیندار ہوا ہی جسکی دینداری کی شہرت عرب و عجم میں ہو گئی
 ہی چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے ۱ نام پر داند فیج اللہ در اسم و صفت ۲ قرۃ العین عمر حسنہ و جلیل

<p>قد وہ ہندوستان اسکے چچا عبدالعزیز موجودہ غرغان مدار دورہ قطب مدار یون کیا ہی رفر توحید حقیقی کا بیان دیکھ کر اسکی کتاب میں ہونے سب دیندار چھوڑنے اشرک کے شرکت کا دہندہ تو ہوا ہوتا وہ ایکساں دستور جاریا کیسے کیسے بدعتی سن کے اسکے وعظ کو کسمبھون نے سب کے رب کو بن گناہگار نہ سبب بنت کی نصرت کرنے لکھنؤ گیا اسکے دو فرزند کو بھی علم تھا اشتہار باوجود ایسے ظفر کے کچھ نہ آیا اسکو ہی کہیں مدراس میں اسطرح کا دیندار</p>	<p>بن ولی اللہ بن عبدالرحیم نامدار خود بذاتہ مرکز دانش محیط ہر طرف کتاب ہی العلم نکتہ اسکا ہر نقطہ کار کلمہ گو جو نام کے تھے سب اب کام دار سے جا اسہ جی حاضرانِ دہانہ چار لفظ اسکے پہنچے رافضی کے کان تو علی مرتضیٰ پر جان کو کرنا تار کچھنی پور میں جی کہا ایک وعظ شکر کا سجدہ بجالایا ہی اگر شہر بار کیونکہ وہاں تھا جہد شیعہ کا دلدار علی وہاں سید راہ مظفر کو آیا تھا جیون ہوا یہ مولوی بن محمد فدا</p>	<p>وارث پیغمبر اسماعیل بن عبدالغنی اور رفیع الدین عبدالقادر عالی خاں اسکی تصنیف ہی بیک صراط مستقیم اتھ گیا توحید رسمی کا یک اعتبار جب وہ شمع محفل ارشاد ہو گرم وعظ تو رتے سر رشتہ عشق تباہ و دا داخل اسکے وعظ کے جگر میں تباہ و دا پیروی پر مصطفیٰ کے ابتک بن قرار یہ خبر سنا کر پوئل برائیت دہان لشکر کے بھیس سے وہ فاضل حضرت انکے ہی مدرسہ حضرت انہیں ملے گوا یا یا تھا جھنگ اپنے در کا غبار</p>
--	---	--

اور دہلی کا مورخ اپنی کتاب صنادید عجم میں علما کے تذکرے میں جب اس عالم گیارہ کا ذکر آیا تو لکھا ہی کہ
یہ شخص علم معقول میں ایسا تاجر رکھتا تھا اسکی منطق دانی ایسی تھی کہ اگر وہ چاہتا تو شکل اول کو شکل
رابع کی جگہ میں اور شکل رابع کو شکل اول کی جگہ میں رکھ سکتا تھا اور منطق کا موجد اسطرحا لیس اگر
موجود رہتا تو اپنی منطق کو اسکی منطق کے آگے تاریخ کیوت سے ست تر جانتا اور علم منقول میں اسکا
پایہ ایسا تھا کہ تنویر العینین فی اثبات مرفع یدین میں احادیث لا کر طرفین کے اسناد و دلائل میں ضبط
و نسق سے بیان کیا ہی کہ جس سے فقہاء متقدمین کی تقریر مذہب جو گئی ہی انتہی غرض اسطرح اسکے
دوستان جب بینہ لاوینگے تو اپنی انصاف بہت خود کرنا پڑے گا تب معترض کا قافیہ بھی ہنسایت تنگ

ہو جائیگا سوائے ایجاب کے انکار کی کنجائش نہ ملے گی مگر از روئے حسد و عداوت کے جو شرک کے باب میں اُسے سرکوبی کی ہی اور کچھ تازے افترے بنا کر اُس پر جانا پڑ گیا اسوقت ہم بھی نہ دیکھ لیونگے اب عنانِ شہدیز قلم کو دوسرے اعتراض کی جوابدہی طرف پھیرتے ہیں۔

قولہ جملہ ۲ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۱ - سطر ۱۱ - یے مسلمان شرک کر نیوالے ہے

احتمق ہیں کہ اللہ سے قادر و علیم کو چھوڑ کر اور دن کو بچا کرتے خواہ ولی ہوں خواہ بنی اول تو انچا بکار اسنے ہی نہیں دوسری کچھ قدرت نہیں رکھتے اگر کوئی قیامت تک انکو بچارے تو دوسے کچھ نہیں

حاشیہ کافرون اور بتوں کی شان میں اُتری سوایت کے نیچے بتوں کی جاے بنی ولی کو

لایا ہی اور کافرون کی جاے مسلمانوں کو برتا ہی پھر طریقہ مذکور ادب خارج ہی یا نہیں غور کی جا ہی

اقول معترض کو اس جملے میں شبہ آنے سے اسکے عقیدے کا حال ایسا معلوم ہوتا ہی یا تو اللہ

کے قادر و علیم ہونے میں اسکو شبہ ہی یا بنی ولی کو خدا تعالیٰ کے سر بچا قادر و علیم جانتا ہی اللہ تعالیٰ کا

قادر و علیم ہونا ظاہر ہی اگر قادر نہ ہوتا تو یہ دنیا کیسا پیدا کرنا اگر علیم نہ ہوتا تو یہ سب عالم کا حال جاننا

انکو پرورش کرنا ہر ایک انسان حیوان کیرے مکوڑے وغیرہ جانداروں کو و ما من دابة

فی الارض الا علی اللہ در تھا کیونکر ہو سکتا۔ اور بنی ولی کا قادر و علیم ہونا بھی ظاہر ہی

چنانچہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں سردارِ انبیا کو فرما دیا قل لا املك لنفسی نفعاً ولا ضراً

الا ما شاء اللہ ولو كنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما یسنے

السوء یعنی کہہ نہیں سکتا ہوں میں اپنے جان کے نفع کا نہ ضرر کا اگر سو غیب جانتے والا تو البتہ

جمع کر لیتا میں بھلائی اور نہ جھوٹی مجھے برائی۔ اور مولوی اسلمی صاحب اپنے سفینے کے تین سو ستر

تیسرے صفحے میں اس آیت کے نیچے لکھے ہیں کہ ہر شخص اگرچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشند

انفع و ضرر نفس خود و تدبیرت ندارد یعنی اگرچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اپنی ذات شریفہ

نفع پہنچانے یا ذات پاک سے ضرر دور کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اور بھی لکھے ہیں وان عیب سلب

اللہ بضر فلا کاشف لہ الاھو وان یردک بخیر فلا راد لفضله یعنی ہر جہ

خدا تعالیٰ از ضرر و دفع عباد خواہ دروان سچکس نتواند کرد یعنی ضرر و دفع بندہ کا جو خدا تعالیٰ جاہی اسکو

کوئی رد نہیں کر سکتا انتہی قل فی کلامک لکم ضرا ولا دشدا یعنی تو کہہ میرے ساتھ نہیں تھا

برآمد نہ راہ پر لا ناغض غیب و جاننا عالم میں تصرف کرنا اور عالم کو نفع و ضرر پہنچانا یہ خاصہ خدا تعالیٰ

ہی اس میں کوئی شریک نہیں نہ دنیا و نہ انبیا اگر انکو شریک جانیں تو شرک ثابت ہوتا ہی و عندک

مفاتیح الغیب لا یعلمہا الاھو یعنی اللہ کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی اسکو کوئی نہیں جانتا

سوا اللہ کے صحیح بخاری میں لکھے ہیں ان الغیب لا یعلمہ الا اللہ یعنی مقرر غیب کے

کوئی نہیں جانتا سوا اسے اللہ کے ملا سعد الدین تفتاویٰ فی عقاید نسخی کی شرح میں لکھے ہیں العلم

بالغیب امر تقرر بہ سبحانہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد الا بالاعلام و

الا لہام یعنی غیب کی بات کو جاننے میں اللہ پاک بلا مانہ لکھتا ہی اور غیب جان لینے طرف بند کو لگو

کچھ راہ نہیں ملتی ہی گزیر دینے سے اللہ پاک کے یا الہام کرنے سے۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز

قدس سرہ سورہ فزل کی تفسیر میں لکھے ہیں سو عبارت یہہ ہی احاطہ علمی باذکار قلبیہ و لسانیہ و اذکار باوجود

تخلیف اکلہ و از منہ خاصہ ذات پاک و تعالیٰ است ہیچ مخلوق را حاصل نیست آری بعضے پرستان از زمرہ

مسلمین و حق پران خود بھی ضعف ثابت میکند در وقت احتیاج بہین اعتقاد یا نہایت استعانت میں مانند

مخلوقات ہر چند روحانیات باشند اول علم محیط ندارد دوم استیلائی و امی بر روح و اذکار نمی تواند کرد

یشغلہم شأن عن شأن یعنی زبان سے اور دل سے یاد کر نہوا لون کو عالم سے احاطہ کرنا باوجود

جبر جودے ہوئے انکے مکانون اور زمانون کے اللہ تعالیٰ کا ہی خصیصہ ہی یہ بات کسی مخلوق کو

حاصل نہیں مان تھوڑے مسلمان پر پوچھ اپنے پیروں کے حق میں اس بات کو ثابت کرنے میں اور

اسی اعتقاد کے سبب احتیاج کے وقت ان سے مدد چاہا کرتے ہیں بات تو یہی کہ مخلوقات ہر خیر و خیر ہوں پہلے تو احاطہ کر نیوالا علم نہیں رکھتے ہیں تاہر یاد کر نیوالے کی یاد پر خبر دار ہوں دوسرا یہ کہ یاد کر نیوالے کی روح پر ہمیشہ مستولی نہیں رہتے کیونکہ ایک کام طرف متوجہ رہنا دوسرے کام طرف توجہ رکھنے سے انکو مانع ہوتا ہی انتہی۔ ملا علی قاری نے مسیح الا زہر شرح فقہ اکبر میں لکھا ہی اعلم ان الانبیاء علمو بالمعالم الغیبات

المعالم الغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ حیاً تا و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر

باعتماد ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعلم الغیب یعنی جانتے کہ مقررہ غیر

نہیں جانتے ہیں چھپی چیزوں کو مگر ان چیزوں کو جان لئے ہیں جو اللہ پاک جتنا نہ معلوم کرنا ہی انہیں کہہ سکیں

اور صاف ذکر کئے حقیقی عالموں نے حکم تکفیر کا اس شخص کے جو اعتقاد رکھا اس بات کا کہ سرور عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم غیب کو جانتے ہیں انتہی۔ اور محقق علامہ ابن نجیم کتاب بحر الرائق میں لکھا ہی لو تزوج

بشہادۃ اللہ ورسولہ یکفر لا اعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یعلم الغیب یعنی اللہ پاک اور رسول مقبول کو گواہ رکھ کر کوئی شخص نکاح کیا تو کافر ہوتا ہی سنے

کہ اس نے اعتقاد رکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں انتہی۔ اور برازیل میں جو معتبر

کتاب ہی لکھا ہی من قال ان ادواح المشایخ حاضرة تعلم الغیب یکفر یعنی جبکہ

کہ ارواح مشایخ کی حاضر ہیں اور غیب کو جانتے ہیں تو کافر ہوتا ہی انتہی۔ ۱۱۔ تا تارخانہ میں جو معتبر

اور مشہور حنفی فقہ ہی لکھا ہی رجل تزوج امراتہ لم یحضر شہود افعال خدا ورسول

اور ایام فرشتگان اور گواہ کرم بطل النکاح وکفر الناکح لا اعتقاد ان الرسول و

الملئکة تعلم الغیب وتسمع النداء یعنی اگر کسی نے نکاح کیا کسی عورت کو اور اس وقت

گواہ حاضر نہیں تھے پھر کہا خدا ورسول کو یا فرشتوں کو اس پر گواہ کیا ہوا باطل یہاں نکاح اسکا اور کافر ہوتا

نکاح کر نیوالا کیونکہ اعتقاد کیا اس بات کا کہ سرور عالم اور فرشتے غیب کو جانتے ہیں اور بکار کو سنتے ہیں

باوجودیکہ خدا تعالیٰ جا بجا قرآن مجید میں فرمایا کہ میرے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہی تمہاری دعا التجا
سنا حاجت مراد بر لانا مارنا جلانا روزی رزق دینا بیا رتندرت کرنا نفع نقصان پہنچانا میری کام ہی
اور کوئی نہیں کر سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی احادیث شریف میں اور محدثین و فقہا
ابن اپنی کتاب میں تشریح کرتے ہوئے خلاف اسکا کہیں یعنی دوسروں کو بھی ان کاموں میں شریک عاقلین تو
شرک ہوتا ہی کافر ہو جاتے ہیں کہ کہ باوجود لکھنے کے لوگ اس شرک کی بلا میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان
دنیاوی اغراض و مقاصد برائے کی امید سے بزرگوں کو ماننے یعنی انہوں ان کاموں کی برائینکی
قدرت رکھتے ہیں سمجھ کر انکی نذر دنیا کر کے دور دور سے انکو پکارتے حاجت مراد مانگتے انکو علم غیب
ہی حاضر ناظر ہیں سب جانتے سمجھتے ہیں کہ اعتقاد رکھتے ہیں مقرر ض کا عقیدہ بھی ایسا ہی ہی بعض
نام کے مولوی مشائخ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ شیخ نے کہا

۷

شُرک بدعت ہی جن کو لکھند	ہیں و دجال وقت ہمسود	غم و شادی میں پیشوا انکے
ہیں انصاری بہود گبر ہنو د	انکے بدروز بد رسوم تمام	شادی اور غم میں انکے ہیں موجود
سید المرسلین کی سنت	انکے ہر کام کج میں مفقود	کہا غضب ہی کہ پوجتے ہیں قبور
صاف کرتے ہیں بان کو عسجد	مہل اشعار جھوٹے قصے گائین	کہیں اسکو رسول کا مولود
کرتے کہ ماندرم ہیں اور دیو شرم	نام کہا فاتحہ ہی اور ورد و	کہا ستم ہی کہ مقبروں کے بچ
کچنچین ناچ راگ رنگ سرود	نام تو فاتحہ زیارت عرس	شرک و بدعت فوج ہی مقصود
جسبان افحال بد کا منکر ہو	کوئی سنی عاقبت محسود	نام اسکا کہیں یے دما بی
یعنی ہی ہم طریق ابن سہود	اور کہیں ہی بنی کا میہ دشمن	جھوٹے گداز میں لاکے شمشیر
جھوٹے باند اسپر عالم اور جال	جاہلین سچ ہیں اس زبان کو	فائدہ غیب کو ایسے خوا
ظاہری و باطنی کے پرے ہی سو پتھر کو جانا دور دراز کے آواز پکار کو سننا پانی پر چلنا ہوا میں ترنا		

بہر س کی راہ ایک گھڑی میں طی کرنا بہت بھاری وزن کی چیز تھا نا غرض جو کام آدمی کے قوت و قدرت کے پرے ہو سوا سکوا کرنا بہت عادت کے خلاف ہی اگر یہ کام کسی آدمی سے ہو جاوے تو اسکو خرق عادت کہتے ہیں انبیاء ہو تو اسکا نام معجزہ ہی ولی سے ہو تو کرامت کا فرسے ہو تو سحر کہتے ہیں انبیاء کو اللہ تعالیٰ بعض بعض غیب کی باتیں معلوم کرتا ہی چنانچہ قرآن مجید اس پر مطلق ہی - فلا یظاہر علی غیبہ احد الا من اراد فی من رسول یضہ پس ظاہر نہیں کرتا

ہی اور غیب اسے کیسکو گواسکو چہ پند کرتا ہی رسول سے یہ رسول علی ہوو یا بشری و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء یعنی اللہ دین نہیں کہ مگر خبر دے غیب کی لیکن اللہ جن لیا ہی رسولوں میں سے جسکو چاہے - اسکے سوا انبیاء کو اور اور معجزے بھی دیتا ہی تا لوگوں پر اسکے نبوت و رسالت کی حجت ہو بعض اولیاء سے بھی انکی کرامت و بزرگی کے واسطے کبھی کچھ خرق عادت ظاہر کرتا ہی اسکو فعل اللہ کہتے ہیں انکا ذاتی فعل نہیں ذاتی فعل وہی ہی جو طاقت بشری کے موافق ہو اور اسکے قابو میں ہو **فائدہ** انبیاء اولیاء کو انکی زندگی کے عالم میں جیسا خدا تعالیٰ معجزہ و کرامت عطا کرتا ہی ویسا ہی اگر زمین سے بعد مات کے بھی کسیکو عطا کیا تو جائز ہی مثلاً کسی بنی ولی کو کبھی کسی شخص کی دعا التجا سنا دیا یا کسی کے حال سے مطلع کر دیا یا کسی کا کام انکی روح کی وساطت سے بنا دیا تو جائز ہی لیکن ہمیشہ ہر ان سب خلق کے حال سے مطلع رہنا دور و نزدیک سے انکی دعا التجا میں لینا خواہ مشرق کے لوگ پکار رہیں خواہ مغرب کے جنوب کے پکار رہیں یا شمال کے زمین کے پکار رہیں یا آسمان کے سب جگہ ہمیشہ حاضر و ناظر رہنا سب کے دلوں کے بھید کو جاننا سب کے حاجات و مرادات پر لائیک قدرت رکھنا یہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی ہی کسی بنی ولی فرشتہ دین کی یہ صفت نہیں پس اس فرق پر ہدایت ہونے سے اکثر لوگ مطلقاً شرک میں گرفتار ہوتے ہیں انبیاء اولیاء سے کبھی کبھی ظاہر ہوجسے سو پہنچے و کرامات میں لیکر انکا

فصل ہی انکے قدرت و قابو میں ہی جب چاہیں تب کر سکتے ہیں ہمارا حاجت مراد برانگی قدرت و علم خدا تعالیٰ انکو دیامی ہماری دعا پکار کوسن لیتے ہیں سمجھ کر انکی نذر دنیا زمانے میں خدا تعالیٰ کو چہ کرے انہی سے دعا التجا کرتے ہیں اور پکارتے ہیں یا حضرت فلانے یا پیر فلانے میرے بیٹے کی بیماری دور کر دو میری بیٹی کو مبتلا دیو میرے داماد کو روزی روزگار سے لگاؤ وغیرہ ایسا پکارنا اور التجا کرنا ہر دوسرے ہی پکارنا شرک اس لئے کہ انکی حضور و دمان جاننا اور نذا کو سننے میں سمجھنا حال انکا سب فقہاء و آغا والے وغیرہ جیسا اوپر مذکور ہوا لکھے ہیں کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے غیبیہ میں اور نذا کو سننے میں سمجھے تو کافر ہو جاتا ہی پھر اولیا جانتے اور سنتے ہیں سمجھے تو کافر کیوں انہو التجا کرنا شرک اس واسطے ہی کہ انکو ان کا مولیٰ کی قدرت باسقلال ہی سمجھنا دوسرے فقہاء کے سوا مولوی اسلمی بھی تو لکھے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو نفع و ضرر پہنچانکی قدرت نہیں رکھتے ہیں پھر دوسرے انبیا اولیا غیر ذلکو نفع و ضرر پہنچانکی قدرت کیسا رکھنے کا فہم اسباب میں عرب و عجم روم و شام ہند و ہند کے ممالک کے فتوون کے سوا مدراس طرف کے مولوی ارتضا علیخان صاحب اپنے فتوے میں جبر مولوی اسلمی صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب وغیرہم جہرین کر دئے سو یہی اگر کسی بگوید یا رسول اللہ بیمار مراد شفا دے یا دختر مراد فرزند نصیب کن یا افلاس مراد دور فرما اصلاً مطلقاً روانیت چہ جا اولیا یعنی اگر کوئی کہا ای رسول خدا میر بیمار کو شفا بخشو یا میری دختر کو فرزند عطا فرماؤ یا میری مغسی دور کر دو تو ہرگز روا نہیں پھر آنحضرت سے ایسا کہنا روا نہ تو اولیا سے کہنا کب روا ہوگا انتہی۔ پس صاحب تقویۃ الایمان خدا و رسول کے فرمودے بموجب اور فقہائے فتوون کے مطابق لکھا کہ یہ شرک کرنیوالے برے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر و علیم کو چھوڑ کر اور جن کو پکار رہے ہیں خواہ ولی ہو خواہ بنی اول تو ایسا پکارا سنتے ہی نہیں دوسرانکے مراد دینے پر کچھ قدرت نہیں رکھتے کیا برا لکھا اگر مفسر کا

عقیدہ نبی ولی کے قادر و علیم ہونیکا ہی تو یہ عقیدہ شرک و کفر کا ہی بول کر سب فقہاء لکھ چکے پھر شرک کے عقیدے
توحید کے عقیدے رکھنے والے پر کہا پھر اعتراض کر گیا یہ بات اہل انصاف غور سے سمجھنے کا قدرہ
انبیاء اولیاء کو بطور معجزہ و کرامت کے اور ملائکہ کو انتظام امورات کے لئے اللہ تعالیٰ بعض امورات غیب کی
اطلاع دیتا ہی ہوا اسکو انکی غیب دانی اور علم پر عمل کر کے عوام کو غریب دنیا کہ یلے بزرگان عالم الغیب ہیں
تھوڑی نڈا و پکار کو سن لیتے ہیں تمھاری حاجت مراد برائیکی قدرت رکھتے ہیں انکے نام سے نذر و نیاز
کر دیتی ہو گی وغیرہ یہ سب شرک کی تعلیم ہی۔ اور ایسا شرک کا عقیدہ نہیں رکھنے والے اور ایسی نذر و
نیاز جائز نہیں سمجھنے والے سنت و جماعت کے سارے فقہاء و محدثین کو بے دین ہیں و مابنی ہیں بزرگان
منکر ہیں بولنا گویا اہل سنت کے دین و مذہب سے کھلی جا کر صاف شرک و مبتدع ہونا ہی اگرچہ تبلیغ و عوام
الناس کے پاس وہ سنی کہلاوے پیغمبر انبیاء اولیاء کے اعجاز و کرامات سیرت و عادات دیکھنے سے
محبت ہو جا کر یہ محبت تو دینی اور جزا یا مان ہی کوئی بزرگ یا عالم محبت کی راہ سے انکو قادر و علیم بولے
یا لکھے جیسا شیخ عبدالحق مدارج النبوة میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں لکھے ہیں یا اللہ کوئی
بزرگ ایسا لکھے تو جمہور منسربین و محدثین و فقہاء کے مقابلے میں اسکو مرجوح جانتا اسکو عقیدے میں
محبوب نہیں کرنا کیونکہ محبت کی بات جدی ہی اور عقیدے کا باب جدا محبت میں لفظ و غلو و کوشش
ہی عقیدہ فقط نصوص قرآن و حدیث متواتر و اجماع سے ہونا ہی حدیث احاد جب عقیدے کو مستثنیٰ
نہو تو ایک دو بزرگ یا عالم کے قول کا عقیدے میں کہا اعتبار بعض کم فہم لوگ کوئی بزرگ غلو سے محبت
میں بڑے سوابات کو یا شعر کے اشعار کو عقیدے میں گن لیتے ہیں یہ صرف انکی نادانی ہی عقیدہ وہی
جو قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہو کر صحابہ و تابعین و سلف صالحین میں رواج پایا اللہ اہل سنت کے
عقیدے کا ماخذ ہے ہر خلف سلف سب اس عقیدے کو اختیار کئے۔ ان کوئی نیا عقیدہ بنا نہیں سکتے پس
جمہور فقہاء و محدثین تصریح کر چکے کہ انبیاء اولیاء ملائکہ قادر و علیم نہیں ہیں بلکہ قادر و علیم جانتے و دانے پر

اطلاق کفر کا کئے پھر کوئی بزرگ محبت سے بولے سوبات کو عقیدہ بخشنا یا جمہور کے مقابلے میں اس کو لانا
سواے گمراہی کے اور کہا ہی۔ اسے طرح علم غیبی رت نفع و ضرر سب جگہ حاضر و ناظر ہونا نام عالمین
تصرف کرنا خدا تعالیٰ کے ہے اور اس کو نہیں ہی سو قرآن و حدیث و فقہ سے ثابت ہو چکا۔ اس کے خلاف
میں کوئی عقیدہ رکھا تو ضلالت و گمراہی اور کفر و شرک ہی ہو لکر جمہور فقہاء و مفسرین محدثین لکھ چکے پھر شرک کا
شوق اس کے مقابلے میں کسی کا مرجع قول لا کر عوام کو فریب دینے پانا تو ہماری بلا سے لیکن اہل علم اور سمجھ
جو جمہور والے اس کے فریب میں نہیں آویگے قرآن حدیث و جمہور سنت و جماعت کو چھوڑ کر اور دوسرے میں جھکیں گے۔

وہ جو حاشے میں لکھا کہ یہ آیت بتوں کی شان میں اتری ہی دیکھتے رہ آیت یہی و من اضل
من یدعو امن دون الله یعنی کون ہی زیادہ گمراہ اس سے جو پکارے غیر اللہ کو دون کا
معنی غیر سوا ہے ہی دون کا معنی بت حجر شجر نہیں دون اللہ ماسوا اللہ ہی خواہ ماسوا اللہ حجر پلو شجر ہو
بت ہو سارہ ملک ہو جن ہو انس ہو قریش لات منات عز و غیرہ بتوں کو پوجتے تھے بعض ستاروں کو
بعض ملائکہ بعض جنات کو بعض پیغمبروں کو ماسوا سطر انکی عادت کے مطابق بعض مفسرین دون کا معنی
بت لکھے بیضاوی اس آیت کی تفسیر یا مجاہد ہی یا عباد ہی لکھا ملا و اعط حسینی دون اللہ کی تفسیر بت

وسارے و فرشتے مراد ہیں لکھا ان عبد و من دون الله مالا یصلک لکھ ضرا و لا

نفع لکھتے کہ باتم بندگی کرتے ہوا اللہ کے غیر کی جو قدرت نہیں کہتا سارے سے مراد وہ کرنے پر اور نہ

نکھو غایہ پہنچانے پر مراد اس آیت میں دون اللہ سے عیسیٰ علیہ السلام میں کر کے امام فخر الدین رازی

تفسیر کہ میں لکھے ہیں اور تفسیر بیضاوی میں کہا فرمایا خدا تعالیٰ قل ادعوا للذین زعمتم انھما

الہة من دونہ کالتشکک و المسمی و العزیر فلا یمکن ان یفلأ یستطیع

کشف الضعیف عنکم کالمرض و الفقر و الفحط و لا تحویلا ای و لا تحویلا منکم

الی غیرہ یعنی کہہ دے ان سچوئے تم کہتے کہ فرشتے اور مسیح اور عزیز خدا یا ان میں کہ ان کا بکار و تم سے آفات

دور کرنے اور بلیات نکلنے واسطے پس قدرت رکھینگے فرشتے عیسیٰ اور عزیز دور کرنے پر ضرر کو تمہارے جیسے بیماری اور ناعاری اور قحط اور نہ قدرت رکھینگے ان چیزوں کو پھیرنے پر تمہارے سے دوسروں کی طرف غرض دون کا اطلاق جو جو چیز بوجے جاتی ہی سب پر تابی اور نام کے مسلمان بعض دیوبری شدہ جھنڈے بعض اولیا ابنیا کو پوجتے ہیں انکی منت مراد مانتے نذر و نیاز کرتے ہیں بلافت گئے انکو پکارتے ہیں انکے حق میں دیوبھوت پری شدہ جھنڈے اولیا ابنیا دون اللہ تہرتے ہیں اتنے دون اللہ میں سو ان سبکو چھوڑ دیکر فقط بت دون اللہ ہی بولن عوام کو دھوکا دینا ہی اس بات کا کہ ہندو کج سرکا پیشانی پر نیچا لگا کر گلے میں جانو آؤ اکثر بت پوجے تو شرک ہو تا ہی نہیں تو نہیں یعنی دیوبھوت پری شدہ جھنڈے سارے ملائیک اولیا ابنیا کو پوجے تو شرک نہیں کر کے عوام کو فریب دینا اور گمراہ کرنا ہی۔ اور یہہ جو لکھا کہ تقویۃ الایمان والا کافرون اور بتوں کی شان میں اتری سواست کے نیچے بتوں کی جاے بنی ولی کو لایا ہی اور کافرون کی جاے مسلمانوں کو برتا ہی پھر طریقہ مذکور ادب خارج ہی یا نہیں۔ سنو میان معترض یہہ بات تو تم پر ہی صادق آتی ہی کیونکہ تم نام کے مسلمان خدا ایتالی کا ادب چھوڑ شرک بتغار بن بت پوجنے والوں کی جاے میں آپ کو باندھ کھڑے ہوئے اور بتوں کی جاے میں اولیا ابنیا کو یا انکے مراد و جلون کو یا انکے نقل و نشان کو جیسے تابوت جہندی جھنڈے نشان بیرک وغیرہ لارکھے اور انکے منت مراد مانگئے نذر و نیاز کرنے لگے اب سچ کہو مت شرماؤ بتوں کی جاے میں اولیا ابنیا کو تم رکھے یا دھو رکھا بلکہ وہ تو اس بات سے ٹکڑو کتا اور منہ کتا ہی اور کہتا ہی کہ غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہہ جھوٹے مسلمان اولیا ابنیا امانوں شہیدوں سے اور فرشتوں اور پیوں سے کر گذرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانانہ کئے جاتے ہیں سبحان اللہ یہہ منہہ اور یہہ دعویٰ۔ اب دیکھئے کہ خبر خواہی کی راہ سے وہ تو ممکن یا جو منع کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بت پرستوں کی جاے میں تم مسلمان کہلا کر کیوں کھڑے ہوئے اور

بتوں کی جگہ میں اولیاء انبیاء کو کیوں رکھے اور اللہ سے قادر و علیم کو جو سب وقت حاضر و ناظر ہی اور
متنبہ ہی و دعا و پکار خواہ دور سے ہو یا نزدیک سنائی اور تمھاری حاجت مراد بر لائی قدرت رکھنا ہی
سدا اسکو چھوڑ کر بت پرستوں کے سر کیا اولیاء انبیاء پر شہید یا غیبیہم کہ بتوں کی جگہ میں رکھنا انکی نذر
و نیاز تیرے ہائے اور اسنے منت مراد مانگتے ہو حال آنکہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرما چکا کہ اولیاء انبیاء قادر
و علیم حاضر و ناظر بنیں ہیں اور سب مغسریں و فقہا ہی ایسا ہی لکھے بلکہ انکو قادر و علیم حاضر و ناظر جانے سے
ایمان نہ رہتا ہو تا ہی جاننے والا مشرک و کافر ہو جاتا ہی کہ یہ بت پرستوں کے چکے پھر تم صاحب تقویٰ الایمان
کو اپنا خیر خواہ سمجھے اور شکر گزاری کرینے عوض اُسے اسپر حرف رکھتے اور فقرے کرتے ہو کہ بتوں کی جگہ
میں اولیاء انبیاء کو رکھا وہ کہاں کھا رکھے سو تم کریں آپا اور ناحق حرف رکھیں آپہ خرب شد اسکو
التاجور کو تو ال داندے کہتے ہیں۔

قولہ ۳ مجملہ تہوۃ الایمان - صفحہ ۳۱۳ - سطر ۸ - ہمارا جب خالق اللہ ہی
اور اسی نے ہمکو پیدا کیا تو ہمکو بھی چاہئے کہ اپنے کاموں پر اسکو پکاریں اور کسی سے ہمکو کیا کام کہ
اسکو خدا بن جیسے جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو سکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہی
دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اجد کسی چیز پرے چار کا تو کیا ذکر ہی۔

حاشیہ پکارنے سے مراد بنی ولی کو ندا کرنے سے ارادہ کیا ہی اور بادشاہ سے مراد حق
خدا ہی اور دوسرے بادشاہ سے مراد فرضی خدا پھر جو پترے چار سے کہا مراد ہی سو ہوشمند خوب
سمجھتا ہی کہ بنی ولی مراد بن یا بنی ظاہر کے دہتر چار یہ بات بھی طریقہ ادب مذکور کے برخلاف ہی
یہاں تک سمجھ پر موقوف ہی۔

اقول مصنف ہمارا خالق اللہ ہی اور اسی نے ہمکو پیدا کیا تو ہمکو بھی چاہئے کہ اسکو پکاریں اور
کسی سے ہمکو کیا کام کہا سو کسی کے لفظ سے بنی ولی مراد ہی ہو لکہ معترض بنی مراد مصنف کی مراد ہی

شہزاد اور ایک بادشاہ سے مراد حقیقی خدا ہی دوسرے بادشاہ سے فرضی خدا کے یہ بھی اپنی مراد ظاہر کیا
 پھر جوہر سے کہا مراد ہی سو ہونہند خوب سمجھ گیا یہی ظاہر کے دبیر و چارہن یا اپنے ذہن نامہ
 بن بن سوہنی نامہ مراد بن استفسار کرنا ہی۔ مراد مصنف یہ ہی کہ جب ہمارا خالق اللہ ہی اسی نے ہکو پوچھا
 نہ ہکو چاہئے اسکو پکارین اور اسی سے دعا التجا کریں کیونکہ عبادت جو ہی حق خالق کا ہی دعا التجا جو منہ
 عبادت ہی سو سو خالق و معبود کے کہ مخلوق سے کرنا جائز نہیں اس واسطے اسکو پکارنا اسی سے دعا
 التجا کرنا ہی اور کسی سے ہکو پکارنا کام جو اسکو مناویں کیونکہ خالق کے سوا جو ہیں سب مخلوق ہیں مخلوق کی
 عبادت جائز نہیں مثلاً رکوع سجود دعا التجا نذر نیاز وغیرہ یہ سب عبادت ہی کسی مخلوق سے نہیں کرنا
 کریں تو شرک ہی۔ اسکی مثال یہ کہ جب کوئی ایک کسی بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا
 علاقہ اسی بادشاہ سے رکھتا ہی دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا یعنی اپنے اوپر کے جتنے ترے
 درجے والے ہیں جیسے ترے ترے اہل کار امیر وزیر وغیرہ ان سب سے گذر کر دوسرے بادشاہ
 بھی اگرچہ اپنے بادشاہ کا ہمسری کچھ سروکار نہیں رکھتا پھر نیچے کے ہلکے درجے والوں سے جو چہ ترے
 چارے ہیں کب علاقہ رکھ گیا یہ غلام و فادار کی مثال کہا۔ اگر بندہ موحد کو اس غلام کے ساتھ
 تطبیق ہی تو اس طرح سے ہی کہ بندہ موحد اپنے خالق کے سوا جو وحدہ لا شریک ہی اور اپنی جان
 تن کا مالک و مختار ہی اور دین و دنیا کے سب کاروبار اسکی قدرت و مشیت سے ہوتے ہیں سو اسکو
 چھوڑ کر دوسروں سے اگرچہ اپنے سے ترے درجے والے بھی ہوں اور اس سرکار میں امیر وزیر کے
 سر کے مرتبے بھی رکھتے ہوں جیسے ارواح ملائکہ پر شہید اولیا و انبیاء وغیرہ انکو بھی نہیں پکار گیا
 اسے بھی دعا التجا نہیں کر گیا پھر اپنے چھوٹے درجے والوں سے جیسے دیو پری بھوت شیاطین
 ارواح خبیثہ ہیں اور اس سرکار میں جو ترے چارے محقر و ذلیل ہیں انکا تو کیا ذکر انہیں کیا گیا
 مصنف کا غرض و ارادہ اس جملے سے اسطورہ کا ہی سو اسکو معجز عن مغیری کہا ترے وہ سب

لکھکر تیار یا غور و بات نہ رہا۔

محشی جو حاشیہ لکھا پکارنے سے مراد بنی ولی کو ندا کرنے سے ارادہ کیا ہی یہ صرف محشی کا افزائی
اسنے تو کچھ بنی ولی کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ خالق کو پکارین کیونکہ پکارنے اور دعا اچھا کر سکتی
کام عبادت ہی عبادت خالق ہی کی ہوتی ہی اور کسی سے ہمو کو کہا کام مینے بنایا اور اس کے مستقیم بنایا
خالق کے سوا اور کسی سے کام نہ لیں کہ یہ شرک ہی فلا لیشک بعباداء ربہ احدل
نفس کہ یہ ہی مصنف کسی سے کہا کام کہا کسی کا لفظ نکرہ ہی معرفہ نہیں جو فلان فلان کے تعین
کرن پھر بنی ولی کے محشی اپنی طرف سے تعین و حصر کیا ہے فقط ضبط باطنی و عبادی اگرچہ قاعدہ
و عرف و محاورہ کی راہ سے نکرہ کو معرفہ کرنا بیعلی کی بات ہی لیکن بخشی بیعلی کی خفت قبول کر کہ
مصنف کو ہر حال عوام کے پاس ناحق بدنام کرنے سعی بے فائدہ کیا ہی کہ جب کچھ اصل ہی نہیں
اور وہ جو لکھا کہ بادشاہ سے مراد حقیقی خدا ہی اور دوسرے بادشاہ سے مراد فرضی خدا ہی پھر
چوتھے چارے کہا مراد ہی سو ہو شہنشاہ خوب سمجھتا ہی کہ بنی ولی مراد ہیں یا یہی ظاہر کے ذمیر چارے
سنے دنیا کے بادشاہ کے دوسرے بادشاہان ہمسرو شریک ہیں اس واسطے مثال میں اگلا لاسکتے
ہیں برخلاف خدا تعالیٰ کا ہمسرو شریک محتاج بالذات ہی اس کو فرضی خدا کے مراد لینا بیجا و سمجھ اور
عرف و عبادت کے بھی خلاف ہی عرف و عبادت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے شریک کرتے ہیں سو
مخلوقات ہی کو شریک کرتے جیسا بہت حجر شہر آگ بانی ہا ند سورج ستارے دیو بھوت پری فرشتے
پیر شہنشاہ اولیا انبیاء وغیرہ قرآن مجید خود اس بات میں باطن ہی پس عرف و عبادت کو چھوڑ کر شرک
و معصیہ ہے۔ شریک ہار ہی جو محال و مستح بالذات ہی سو اس کو فرضی خدا مراد لینا اور کل مخلوق
کو ذمیر چارے شہرانا اس میں ہی خاص کر کہ اپنی جزائی و خبیث باطنی سے بنی ولی کا نام ظاہر کرنا
پسے درجے کی گنج دینی کا کام ہی طرفہ یہ کہ اسنے تصور فاسد میں بنی ولی مراد شہر کر مصنف کے

غلام سے بنی ولی مراد ہیں یا یہی ظاہر کے دیر چار ہیں پوچھنا قیامت ہی ہے چہ دلاور ست و زدی کہ کف
 چراغ دار و با اس جگہ میں مصنف کی مراد یہی کہ مناجات و دعا جو مغر عبادت ہی خواہ اضطراب کی حالت
 میں ہو یا غیر اضطراب میں کوئی آدمی مانگتا ہی سو یا تو عاقبت کی بہتری کی مانگتا ہی مثلاً ایمان کو نفس و
 شیطان کے و سوا اس سے جو شرک و بدعت کر نیکی دوسرے دالتے ہیں بچا کر توحید و اتباع سنت پر رکھنا یا
 نیک عمل کی توفیق دینی بد عمل سے باز رکھنا یا نفس و شیطان کے ورغلائے سے کوئی گناہ سرزد ہو تو توبہ کی
 توفیق دینی یا توبہ نہ لگیا ہو تو اپنی کرمی و غفور ہی سے بختے دوزخ میں بہنیں دالنے کی دعا التجا کرنا یا دنیا
 کی فلاح و بہتری کی دعا کرنی جیسا آفات و بلیات و امراض کو دور کرنے یا روزی رزق کی فراخی یا
 اولاد کی کثرت یا راحت و خاطر جمعی وغیرہ یہ سب اللہ ہی سے مانگتا ہی کیونکہ کسی قدرت میں ہیں
 اور کسی کے نہیں ان کاموں کو اور کسی کی قدرت میں ہیں سمجھ کر ان سے دعا التجا کرنا شرک ہی۔ اور غلام فادہ
 کی مثال اس واسطے لایا کہ ایک آدمی جب غلام کسی بادشاہ کا ہو گیا تو دوسرے بادشاہ سے بھی اگرچہ وہ خود
 و قدرت میں اپنے بادشاہ کے برابر ہو لیکن یہ غلام و فادہ داری کے سبب اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر اس سے
 احتیاج نہیں رکھتا مگر یہ شرک کرنا ہے ایسے ملک حوام میں کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے جان و جن کا خالق و
 مالک ہی کوئی اسکا شریک و برابر والا بھی نہیں ہی سب اسکے مخلوق ہیں خواہ فرشتے ہو یا انسان یا
 جنات سب کے سب اسکے محکوم ہیں اسکے روبرو کیا کچھ نہیں چلتا وہ کسی کو ہدایت کیا تو کوئی اسکو
 گمراہ نہیں کر سکتا وہ کیسے گمراہ کیا تو کوئی اسکو ہدایت نہیں کر سکتا وہ کسی کی روزی کنایش کیا تو
 اسے محروقات اسکی روزی تنگ نہیں کر سکتے وہ تنگ کیا تو اسے کھول نہیں سکتے وہ کیسے بیمار کیا تو
 اسے تندرست نہیں کر سکتے وہ تندرست کیا تو اسے بیمار نہیں کر سکتے وہ کیسے مارنا چاہا تو اسے جلا نہیں سکتے
 وہ جلا نا چاہے تو اسے مار نہیں سکتے غرض ایسی زبردست قدرت والے خالق کو چھوڑ کر اسکے مخلوق سے
 جو بے مشیت و حکم اسکے کچھ نہیں سکتے دعا التجا تذر و نیا ذکر نا اور بچا رہنے پھرنا یہ بڑی ہی ملک حوامی

اور شرک ہی اس سے بچو اور اللہ ہی کو پکارو کہ مصنف تمہاری خیر خواہی کرتا ہی تو مکو شرک کرنے کی عادت
و خود ہو جانے سے اُٹے اُس خیر خواہ کے دشمن بن جا کر یہود و اقرضات اس پر کرتے اور جب تو تھو موٹھ اترے
اُس پر جاتے ہو خدا تمہاری ہدایت کرے اور اچھی راہ پر لاوے۔

قولہ جملہ ۴ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴ - سطر ۱۲ - اور یہ یقین جان لیا جائے کہ
ہر مخلوق برا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے اگے چار سے بھی ذلیل ہی۔

حاشیہ احاطہ کلی اور لفظ شان اور چار اور ذلیل پر نظر کرے تو بڑے مخلوق سے کون مراد
ہی سو عقلمند خوب سمجھیں گے کیونکہ حضرت خالق تو نہیں بلکہ مخلوق ادب سب مخلوقوں سے بڑے مخلوق اگرچہ
و حال شرارتوں میں برا مخلوق ہی اور عرش جہات میں برا مخلوق لیکن بیان عزت میں برا مخلوق مراد
ہی وہ سوائے حضرت کے دوسرا کوئی نہیں یہ طریقہ ادب مذکور سے خارج ہی یا نہیں غور کی جا ہی۔

اقول یہاں معترض بڑے مخلوق سے آنحضرت مراد لیا سو یہہ کی خست باطنی ہی اور مصنف
کمال درجے کا عباد اور لوگوں کو مصنف سے ناحق بدگمان کروانا بھی منظور و گرنہ ایسا شتر بے ہوا
کا ہیکو ہونا کیونکہ وہ جو معنی کیا ہے مخلوق سے آنحضرت ہی مراد ہیں دوسرا کوئی نہیں اگر ہم اسکے
معنی کو مسلم رکھیں تو پھر چھوٹا مخلوق مراد کون ہی کیونکہ اُس جملے میں ہر مخلوق برا ہو یا چھوٹا کہ
ہی فرض کر دیجو تا بھی عمر و بکر کوئی ہی تب بڑے مخلوق سے آنحضرت اور چھوٹے سے بکر بے دوی
فرد مراد ہوتے ہیں باقی سب مخلوق اس حکم سے مستثنیٰ نہ ہتے ہیں اور لفظ ہر جو احاطہ کلی رکھتا ہی
مخلوق کے ہر فرد کو گھیر ہی سو بیکار ہونا ہی کوئی احمق بھی جو شد و بد سے واقف ہی ایسا معنی
نہیں کر گیا مثلاً کوئی کہا کہ ہر ملازم بادشاہ کا خواہ برا ہو یا چھوٹا صبح کو دربار میں حاضر ہونا ہی تو
اس سے مراد سب ملازم حاضر ہونا ہی یا فقط برون میں وزیر اعظم اور چھوٹوں میں اردو اعلیٰ
دو ہی فرد حاضر ہونا ہی پھر ملازم بولا سو کیا فائدہ ایسا معنی حماقت کے انتہائے درجے کو پہنچا

مختص ہی نہیں کر سکا بل بے تیرا عباد و تعصب عقل سے خارج ہونا قبول پذیر عباد و تعصب نہیں چھوڑنا ہر مخلوق کا معنی مخلوق کا ہر فرد یعنی کل مخلوق ہر ملازم کا معنی کل ملازم ہر مخلوق برابر ہوا چھوڑنا اگر کے صفت سے بھی تصریح کر دیا کہ برابر ہوا چھوڑنا کیونکہ مخلوق میں برے افراد بھی ہزاروں سے ہیں اور چھوٹے بھی کروڑوں سے یہ نہ سمجھیں کہ فطرت برے ہی مراد ہیں چھوٹے نہیں یا چھوٹے ہی مراد ہیں برے نہیں بلکہ چھوٹے برے سب کے سب مخلوق اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہیں اس عموم و کلیہ کا ایک فرد پر منحصر کرنا نادانی و جہالت ہی یا عباد و عداوت ہے۔ ایسا کلیہ شمول کے طور سے ہونا جائز ہی اور تری تری کتابوں میں برے برے لوگ لکھے ہیں۔ اب شمول کے طور سے مخلوق کے لفظ کو دیکھا جائے کہ چار بادشاہ کی شان کے مقابلے میں جتنا ذلیل ہی یہ مخلوق خالق کی شان کے نسبت اس سے زیادہ ذلیل ہی یا نہیں اولاً یہ کہ بادشاہ کی شان اور چار کی ذلت کا سبب اتفاقی و عارضی ہی نہ ذاتی و حقیقی کیونکہ ماسیت و حقیقت دونوں کی ایک ہی چیز ہے ہر دو انسان ہیں اور بنی آدم عارضاً اس کو بادشاہت ملکر حاکم ہونے سے اور یہ اس کا ادنیٰ ترین رعیت و محکوم ہونے سے اس کو عظمت اور اس کو ذلت حاصل ہوئی اور یہ عظمت و ذلت زوال پذیر بھی ہی یعنی ممکن ہی کہ چار بادشاہ ہو جاوے اس دنیا میں ایسے ادنیٰ پیشہ والے بھی کہیں بادشاہ ہوتے ہیں اور بادشاہ سے بادشاہت جاتی رہنا بھی ہو سکتا ہی کئی امیر و وزیر عایا غالب ہو جا کر بادشاہ کو غور و ذلیل کر آپ بادشاہ ہو گئے ہیں برخلاف خالق و مخلوق میں علو شان و ذلت ہی سو حقیقی و ذاتی عینی و زوال پذیر نہیں یعنی کسی حال میں شان خالق کی گھٹنے والی نہیں اور کسی وقت میں ذلت مخلوق کی مخلوق کی ذات سے جدا ہونے والی نہیں اس کے سوا چار اپنا کسب و پیشہ چھوڑ دیا اور بادشاہ کے ملک سے نکل گیا تو ذلت سے بچ گیا مخلوق سے مخلوق ہرگز نکلے نہیں اور یہ خالق کا ملک چھوڑ کر کسب کیا بھی نہیں جہاں گیا اس کا ملک ہی بادشاہ چار کا خالق و مددگار ہی نہیں اس کے تن اور جان کی حفاظت

[illegible]

مگر انکو اللہ نے بتائی دی ہم پر ہونے پر بے بھائی ہوئے بلکہ انکی فرمان برداری کا حکم کیا ہی ہم انکے چھوٹے
حاشیہ حدیث میں مذکور بھائی کا ذکر ہی اور چھوٹے کا اور نہ انبیا کا اور اولیا کا فقط
 بھائی ہی اور بڑا اور چھوٹا بھائی تراشی ہوئی بات ہی پھر طریقہ ادب مذکور سے خارج ہی یا نہیں غافل
 خوب سمجھ گیا۔

اقول معترض جو انبیا کا ذکر نہیں ہی لکھا سو خلاف واقع ہی خود سرور انبیا کا ذکر ہی اور حدیث
 آنحضرت کی ہی اور آنحضرت اپنے کو بھائی فرمائے ہیں چنانچہ اس حدیث کی شرح میں دوسرے شارحین کے
 سوا شیخ عبدالحق دہلوی بھی لکھے ہیں کہ یہ بھائی کا لفظ آنحضرت اپنے ہی واسطے فرمائے ہیں جب
 آنحضرت امت کے بھائی ہوئے تو دوسرے انبیا اولیا کے بھائی ہونے میں کیا عجب ہی خود اللہ تعالیٰ
 قرآن مجید میں انبیا کو امت کے بھائی فرما چکا والی عَادِ أَخَاهُمْ هُوْدًا وَاِلٰی مُوْسٰی اَخَاهُمْ
 صَالِحًا وَاِلٰی هٰدٍ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا باوجود امت کفار ہوئے بغیر ان کو انکے بھائی کہا
 اور آنحضرت اس حدیث میں اصحاب کو فرمائے ہیں بھائی ہوں دوسری حدیث میں پیچھے آنیوالی امت
 میرے بھائی ہیں سلام ہو تو فرمائے ہیں بعضے اصحاب بھی آنحضرت کو بھائی پکارے یہ بھائی ہو
 جنسیت کی راہ کا ہی یعنی بنی آدم اور بشر سے ہو نیکی ہی آنحضرت کی غرض اس حدیث میں یہ بھی کہ
 میں بھی بنی آدم اور بشر سے ہوں بغیر ہونے سے بشریت سے نہیں نکل گیا الوہیت و خدائی میں داخل
 نہیں ہوا تم جو مجھے سجدہ کرنے چاہتے ہو سجدہ غایت تدلل و بندگی ہی بہرہ فقط خالق و معبود کا
 حق ہی سو مجھے کیوں کرنے چاہتے ہو میں تو تمہارا بھائی ہوں یعنی بنی آدم و بشر سے ہوں میرا وہاں
 و تعظیم بھائی کے ادب و تعظیم سا کر دینے بشر کی جسطرح تعظیم و ادب کرنا ہی وہاں خدا کا ادب جو
 سجدہ ہی حدیث یہ ہی اِکُوْهُوَ اَخَاکُمْ وَاَعْبُدْ وَاذْبُکْ یعنی اکر ام و بندگی کر اپنے بھائی
 اکی اور بندگی کر اپنے رب کی اس پر مصنف علیہ الرحمۃ یہ کہہ کر اولیا و انبیاء امام امام زین العابدین علیہ السلام پر سجدہ

جنگویہ عوام لوگ اپنے نام کے مسلمان خدا کی جاے میں مانتے ہیں انکی نذر و نیاز کرنے حاجت مراد اُنسے مانگتے ہیں
 انکی قبروں اور چلون کو سجدے کرتے ہیں سو گویا انکو الوہیت میں داخل کرتے ہیں و بزرگان اللہ کے مقرب
 بندے ہیں انسان ہیں بندے عاجز ہیں ہمارے بھائی ہیں یعنی بنی آدم و بشر ہیں سردار دنیا ایسا ہی فرما چکے
 انکے بنی آدم ہونے اور بندے ہونے میں کچھ شک نہیں ہی لیکن وہ مقرب بندے ہیں اللہ نے انکو بڑی
 دی ہی سودے ترے بھائی کے سر یکے ہوئے یعنی شہرت میں ہمارے ترے درجے والے ہو ہوا انکی
 فرمان برداری کا حکم کیا ہی ہم انکے چھوٹے ہوئے سوانکی بزرگی و تعظیم و ادب انسانوں کا سا کرنا نہ خدا
 کا سایہ کہا خراب کہا جو اس پر اعتراض ہوا اور آنحضرت کو ترے بھائی بولا کر کے ناحق عوام میں شور و
 کرنے اور انکو فریب دینے کا سبب ہوا اہل انصاف اسکو خوب سمجھیں گے اور معترض کا مکروہ فریب بھی گنگے
 اگر بزرگوں کو ترے بولنا معترض کو پسند نہ ہو تو خالی بھائی ہی کہیں اور اپنے شاگرد تا بعدارون میں شہنا
 دے دیں کہ حدیث میں فقط بھائی کا لفظ ہی برا چھوٹا کر کے نہیں ہم بھی آنحضرت کو اور دوسرے
 بزرگوں کو فقط بھائی بولنا ترے کر کے نابولنا کیونکہ ترے کا لفظ تقویۃ الایمان میں اپنی طرف سے
 تراشا ہی اگر چہ ادب کی راہ سے ہو یہ ہو کر ضرور نہیں کہ اوسکے مانند ہم بھی کہیں کیونکہ وہ ہمارا دشمن ہی
 ہم اسکی تکفیر بھی کر چکے ہیں اب اسکی تقلید کیوں کریں۔ مگر بنا چاری بھائی بولنا ہی حدیث میں آیا
 کہ کے شیخ عبدالحق لکھنے سے اور ہم بھی حاشیہ میں فقط بھائی کا لفظ ہی کر کے مقرر ہو چکے سے آئندہ محو کو
 اسباب میں تکرار نہ کر و فقط بھائی بولا کر دترے کر کے نبولو۔

قولہ جلد ۶ - تقویۃ الایمان - صفحہ ۵۹ - سطر ۱۰ - اور جب کو چاہیگا وہ ہے
 حکم اسکا شفیع بنا دیگا غرض جس طرح ہر حاجت اپنی اسکو سونپا جائے اسطرح یہ حاجت
 بھی اسکی خدمت پر چھوڑ دیجئے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے ۔
حاشیہ اس تقریر کو بحون کی شفافیت کے باب میں لینا مصنف کے ارادے کے برخلاف

کیونکہ ابتدا سے مسئلہ شفاعت میں ہی خود مصنف کہا کہ اکثر لوگ انبیا اور اولیا کی شفاعت پر بہت بھول رہے ہیں اور سوائے اسکے باجبا مسئلہ شفاعت تمام ہوئے تک بنی ولی رہتا جاتا ہی علاوہ یہ کہ بچوں کی شفاعت پر کوئی بھول رہا نہیں ہی بلکہ اکثر مسلمان آنحضرت کی شفاعت کی امید قوی رکھتے ہیں کہ خود فرمائے ہیں میں تیرے تیرے گناہگاروں کی شفاعت کروں گا پس مصنف اس امید کی ترغیب کی کہ تمہید کیا

اقول بچوں کی ہی شفاعت ہی تیروں کی نہیں یہ کون کہے مگر شفاعت کی فہرست میں بچے بھی داخل ہیں جیسا احادیث و فقہ میں آیا ہے اور شیخ عبدالحق رحمہ اللہ آداب الصالحین میں یہ لکھے ہیں کہ روز قیامت چون اطفال پر بہشت برندا من مآورد و پدر خود گیرند تا ایشان اول زوند مآدم نہ ہنیر فرمان شود کہ بگیرد دست مآورد و پدر خود را و در آید شازادہ بہشت انتہی اگر بچے شفیع ہونے تو نامی

جنازے کی نماز میں **اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا قَرٰمًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُسْتَفْعًا** پڑھنا لغو ہوتا۔ فہرست شافعون کی یہ ہی سب سے پہلے تیرے شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بعدہ انبیا و اولیا علیہ السلام کہ علماء شہداء صلی اطفال مومنین نماز روزہ قرآن مجید کتبہ اللہ وغیرہ یہ سب شفاعت اللہ تعالیٰ کے اذن و رضا سے گناہگاروں کی شفاعت کریں گے یعنی اللہ تعالیٰ کس کس گناہگار کو کہاں سے اور کب چھوڑنے فرماوے گا اور راضی ہوگا سو انھوں نے شفاعت کریں گے بعضوں کو موقف سے بعضوں کو میزان کے پاس سے بعضوں کو پھر اٹھانے کے نزدیک سے بعضوں کو درجہ میں گئے بعد شفاعت کر کے چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ جو مالک و مختار سب شفاعت قبول کرے یا نہیں اور قل

لله الشفاعة جمیعہ کی آیت اسکے واسطے نص ہی ہو بعضوں کو تو شفاعت کی راہ سے چھوڑے گا بعضوں کو بغیر شفاعت کے محض اپنے فضل و کرم سے بخش دیوے گا۔ اور ذکر از شفیع

بکشاید با رحم الرحمن بر بخشاید۔ مگر یہ بخشد خدا بعضوں کو کہ یا شفیعی کند شفاعت ہم پر لیکن گناہگاروں کو موقف سے نجات ہوگی اور کن کو میزان کے پاس سے اور کن کو پھر اٹھانے کے نزدیک سے

اور کن کو دوزخ میں گئے بعد اسی علم کسی کو نہیں سوا خدا تعالیٰ کے اور شفاعت بھی متعدد ہیں جیسا اور پر مذکور
 ہوا اور مشفوع الہم بھی کثرت تو اس میں زید کا شفیع کون ہو گا عمر کا کون بکر کس کی شفاعت سے
 چھٹیکسا یہ بھی کیسے معلوم نہیں خدا تعالیٰ کے علم میں ہی وہ قیامت کے دن کس کے حق میں کون شفاعت
 کرنا ہی سو مقرر کرے گا بعض شفیع احاد کی شفاعت کرے گا بعض عشرات کی بعض اہل بیت کی بعض اہل بیت
 چنانچہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ ایک شخص میری امت کا بنی تمیم کے قبیلے سے زیادہ لوگ کی شفاعت کرے گا
 صحابہ پوچھے کیا اپنی شفاعت کے سوا ہی فرماتے مان میری شفاعت کے سوا ہی۔ اور بھی فرماتے
 حضرت عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار شخص جو لایق تعذیب ہیں نجات پاویں گے غرض آنحضرت کے
 سواے بہت سے نیک کار شفاعت کریں گے اور ان نیک کاروں کا مرتبہ ظاہر کرنے خدا تعالیٰ قیامت
 کے دن ان سب کو شفاعت کے درجے پر مامور فرما دیگا یہ سب گناہگاروں کی شفاعت کریں گے
 چنانچہ اللہ تعالیٰ محرومان شفاعت کے واسطے فرمایا فَمَا تَتْلُوهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ
 یعنی نفع دے گی انکو شفاعت شفاعت کرنا تو انکی شفاعتیں جمع کا صیغہ ہی نہ واحد کا اور آنحضرت
 بتصریح فرما چکے کہ انبیاء علیہم السلام کے نیک کار ان نیک اعمال وغیرہ شفاعت میں پس شفاعت
 متعدد درجے سے اور کس کس شفیع کو کن کن گناہگاروں کی شفاعت کے واسطے خدا تعالیٰ مقرر کرے گا
 سوا اسکا علم کیسے نہیں رہے سب مفسرین و اہل عقائد شفاعت شخصی کے باب میں باتیں ہی
 لکھے ہیں خواہ جمہور کی کتابوں میں ہو جیسا عقائد عامی و اساس الاسلام میں خواہ بری کی کتابوں
 اور مفسرین میں ایسا ہی لکھے ہیں چنانچہ ذکر آگے آویگا اس نے صاحب تفتویٰ الایمان بھی جو بہ اصولی
 و منظم تھا اور علم فقیر و حدیث میں نہایت تبحر رکھنا تھا حافظ قرآن و حدیث تھا تیس ہزار حدیث
 جسکے نوک زبان پر تھے سوا ایسا ہی لکھا کہ وہ جسکو چاہیگا بجا شافع کر دیگا کیونکہ فردا فردا اٹھائے
 کی شفاعت کے واسطے شافعون کو مقرر کرنا اور انکو شفاعت کرنا اذن دینا مسیحا کی اختیار میں ہی

درک شافعین
 درک احبار و محدثین

درک شافعین
 درک شافعین و شافعین

بے اذن و استرنا اسکے شفاعت تو نہوگی پس اُسی کے اختیار پر شفاعت کے مقدسے کو چھوڑنا ہی اور اسی سے ملتی ہو ناہی۔ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود کا منصب جو آنحضرت کو قیامت کے دن عنایت کرینگا وعدہ قرآن حدیث میں ہوا ہی سو قیامت کے روز آنحضرت مقام محمود میں جا کر سجدہ کر کر بہت عاجزی سے خدا تعالیٰ کی تعریف و ثنائے بعد از اذن دیا جائیگا بولکر شیخ عبدالحق اور دوسرے محدثین لکھے ہیں۔ اور آنحضرت بھی امت کو تعلیم فرمائے ہیں کہ ہر روز پنجوقتہ اذان میں مؤذن اذان دیا بعد مقام محمود کا اور شفاعت کبریٰ کا مرتبہ آنحضرت کو حاصل ہے خدا تعالیٰ سے دعا ماں گا کہ یہ دعا بھی ہی اللہ صوب ہذا الدعوتہ

التامة والصلوة القائمة ات محمد الوسيلة والفضيلة وابعتہ مقاماً محمودان الذی وعدتہ پس شافعین کو مقرر کرنا اور اذن دینا اور شفاعت قبول کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کا ہی جو مالک یوم الدین و مختار ہی اور قل للہ الشفاعة جمیعاً کی آیت کے تحت میں بیضاوی نے لکھا ہی ہو مالک الشفاعة کلہا لا یستطیع احد الشفاعة الا

باز نہ فانه مالک الملک لا یملک احداً یتکلم فی امره دون اذنه و رضا یعنی مقرر وہ اللہ تعالیٰ مالک ہی سب قسم کی شفاعتوں کا کسی کو قدرت نہیں شفاعت پر سوا حکم اللہ پاک کے کیونکہ وہی ہی مالک سب ملک اور کیونکہ قدرت نہیں کلام کرنے پر اسکے کاروبار میں بغیر حکم اور رضا مالک اسکے اور تفسیر کبیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہی یعنی سب قسم کی شفاعت اللہ ہی کو ہی اور تفسیر خازن والا اس آیت کے تحت میں لکھا سو عبارت اسکی یہی ہی ای لا یشفع احد الا باذنہ فکان لا شفاع

بعبادته اولی لانہ هو الشفیع فی الحقیقة وهو یا ذن فی الشفاعة لمن شاء من عبادہ کا یعنی کوئی شفاعت نہ کرے گا سوا حکم اللہ پاک کے پھر مشغول ہونا اسکی عبادت میں ہی کیونکہ حقیقت میں وہی آپ شفاعت کرنے والا ہی اور وہی حکم دیگا شفاعت کی واسطے جسکو چاہے اپنے بندگوں سے۔ تفسیر خازن والا جسکو چاہے اپنے بندگوں سے حکم شفاعت کا دیگا لکھا سو یا

تقویۃ الایمان جبکہ چاہیگا ہمارا شفیع کردیگا لکھا سو اسی کا معنی یہ نہیں کہ آنحضرت کو یا انبیا اولیا ہلاک کر دے
 حکم نہیں دیوے گی اور کیونکہ دنیا کا معاذ اللہ بلکہ معنی یہ ہے کہ اگر زیادہ سے لے کر کون سے شفیع کو اور عمر و کے لئے
 کسکو مقرر کرے گا سو معلوم نہیں کیونکہ یہ مقرر کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہی نہ زیادہ عمر و کے خواہش کے مطابق
 یہ شفاعت کا مقدمہ بھی خدا تعالیٰ کے تقویٰ میں گناہ اپنی غفوری درجہ میں سے ان شفاعت میں سے ہے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شفیع المذنبین ہیں اور دوسرے انبیا اولیا ہلاک کر دے ہلاک کر دے انبیا و اہل بیت سے زیادہ
 و عمر و کا یا ہمارا تمہارا شفیع مقرر کر دے گا ایسا کہنے سے انکار شفاعت کا حکم ہی بالکل آنحضرت کی
 شفاعت کا یا انبیا اولیا کی شفاعت کا ہی سمجھنا چاہیے فنا دانی ہی اور شفاعت کے واسطے سے بالکل
 اجنبیت بھلا تقویۃ الایمان واسطے سے تو عباد و منصب ہی کیونکہ وہ بیشد و باطن الشریک ہی کہا تقویۃ الایمان
 واسطے اور دوسرے مفسرون بھی غلط ہی جو انکا لکھا نہیں ہوتا۔ اس کے سوا اسے تقویۃ الایمان والا
 انبیا اولیا کی شفاعت کا درجہ نہیں دیگا اور کیونکہ ایسا کہنے کے یہ کہیں کہی جو اس پر اتر
 جاتے اور اہل فری کر کے عوام کو دھوکا دیتے ہو وہ تو حرام المستقیم کے جیسا ہے میں آنحضرت کو حساب
 مقام محمود لکھا اور دوسرے انبیا اولیا کے واسطے لکھا کہ شفاعت انبیا اولیا پر نظر نہ کرنا اور تقویۃ الایمان
 میں لکھا کہ جس بنی دلی کی شفاعت کا ذکر قرآن و حدیث میں ہی موجود شفاعت بالاذن ہی پھر اب
 تمہارا اعتراض اس پر کیا ہی بجز اترے و تہمت کے **فائدہ** اہل بدعت آنحضرت کو اذن دینا ہی
 ہو چکا قیامت کے دن اذن ہونا ضرور نہیں سمجھتے ہیں سو فقط سینہ زوری اور بے دلیل بات لکھا
 قرآن کے سب آیات جو شفاعت کے باب میں ہیں سوا اذن کے ساتھ معید ہیں کوئی ہر غرض و حدیث و
 فعید ایسی بات نہیں لکھا۔ ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہی من ظن ان له تعالى ولدا او

شریک او ان احد يستفم عندہ بدون اذنه فقد ظن به اقبح الظن اسو
 میں نے جسے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کو فرزند ہی یا شریک یا گمان کیا اس بات کا کہ کوئی ایک شفاعت کرے گا

اللہ کے پاس بغیر اذن اُسکے ہیں مقرر وہ شخص تری بدگمانی کیا اللہ پاک کے حق میں غرض اذن قیمت کے روز ہونے پر سب متفق ہیں مدراس طرف کے مولوی ارتضا علی خان صاحب بھی لکھے کہ مارا در عشت بالاذن نزاعی نیست اور اسلی صاحب سفینہ میں لکھے کہ آنحضرت ماذون و مجاز خواہد گردید جامی علیہ الرحمۃ کے آیات تو مشہور ہیں **س** چوبہول روز رستا خیز ز دُش آبش آبروی ما بریزد و کند با این ہمہ گرازی تراذن شفاعت خواہی ما و با وجود یہ بات متفق علیہ ہوئی کہ اہل بدعت نہیں ماننے کا اور سنت عشت کے خلاف عقیدہ رکھنے کا سبب یہی کہ انہوں سمجھے ہیں کہ یہ بزرگان اور پیر شہید کہ جنکی ہم منت ماننے ہر جینے ہیں انکے فائز کرنے تدر و نیاز چرمانے ہیں سو ہمارے دین دنیا کے کام کو کفایت کرینگے دنیا میں ہماری حاجت مراد بر ملا وینگے اور عاقبت میں ہماری شفاعت کر کے بہشت میں لیجا وینگے یہ بزرگان خدا کے ترسے لارے ہیں جو دے کہیں سو خدا سنتا ہی دیکھو حضرت پیر و تنگیر اپنے ایک مرید کو نکیر منگیر گرز لاکر دیکھو وقت عصا لیکر قیر میں پہنچے اور نکیر و منگیر کو مار پیٹ کر کھال چھٹے و سہے جا کر خدا سے فریاد کرنے میں حکم ہوا کہ وہ میرا محبوب ہی اُسکے نام کو مت جاؤ وہ کہا کہ تو بھی کر لینے دو۔ بزرگوں کا خدا کے پاس ایسا دجہ ہی ہم کیسا گناہ کریں تو بھی خدا کے غضب سے بچا لیونگے حشر کے روز دے ہمارے شفیع ہیں بلکہ ہر بہشت ہی جیسا ہمارا شاعر کہتا ہی **س** حشر کے دہشت سے مست غم کہا غلیم دیکھتے کو حید کرار ہی کا و و نر شاعر کہا **س** مجھے کہا خوف حشر کا میرا والی محمد ہی دہایت ہوں میں بے پروا میرا والی محمد ہی دہا فریق بحر عصیان ہوں اسیر زلف فرمان ہوں ڈا اگر چہ ہوں بہت رسوا میرا والی محمد ہی دہا سطر خدا سے تدر ہو کر وہی عقیدہ رکھنے والا وہ اذن غیر اذن سے کہا کام رکھتا ہی بلکہ وہ اذن کی انگ درمیان میں رہنے اور اُسکا خدشہ و فکر دل پر رکھنے کب پسند کرے گا بزرگوں کا وسیلہ برا زبردست ہی دے کیسا بھی چتر شینگے سمجھیکا شمیم شفاعت کے مستحق ہونیکے بھی چند کام ہیں اور شفاعت سے محروم ہونے کے بھی چند عمل مستحق شفاعت ہوا اول ایمان شرط ہی کا فرد مشرک و منافق کو عشت نہیں

بعد ایمان کے خدا تعالیٰ کے قہر و غضب سے ڈرتے رہنا ہی ہے پر وہ ہو کر گناہ کرتے جا نہ والے کو اور خدا کو ناراض کر نہ والے کو شفاعت نہیں کیونکہ شفاعت کا مالک و مختار وہی ہے جب اسکو ناراض کرین تو پھر شفاعت کہاں امام محمد غزالی احیاء العلوم میں خود ہندی کے علاج میں لکھے ہیں کہ آنحضرت کی شفاعت کی امید رکھنے والے کو شرط یہ ہے کہ پرہیزگاری کرے اور درے اللہ تعالیٰ کے غضب سے کیونکہ جب کسی پر وہ غضب میں آجیگا تو حکم نزدیک شفاعت کے واسطے اس لئے کہ گناہ و قسم پر ہوا کرتا ہی ایک اللہ تعالیٰ کے غضب قہر کو لازم کرتا ہی اور دور کرتا ہی اللہ تعالیٰ کے رحمت خاص سے پس حکم نیا جیگا ایسے گناہگار کی شفاعت کے واسطے اتنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو فرماتے کہ اگر تو میری شفاعت چاہتا ہی تو مجھے نیک عمل سے تائید کر اور فرماتے کہ کثرت درود موجب شفاعت ہی میری زیارت موجب شفاعت ہی۔ اور میرے سنت و چال کی اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنا قوی تر موجب شفاعت کا ہی۔ تم ہی خیالی شفاعت کے مدعیو موجبات شفاعت ترک کر لینے تعالیٰ و درجہ چہو را اتباع سنت سے منہد مود شادی و ماتم میں تمام بدعات و رسوم ہنود و مشرکین کے کہ چکی تفصیل کو ایک بڑا دفتر چاہئے اختیار کر آنحضرت کے شفاعت کی امید کی جرکات لئے ہو اور ذاتی تقویۃ الایمان کے مصنف پر تہمت کرتے ہو کہ وہ آنحضرت کی شفاعت کی امید کی جرکات لئے کی تہمت کیا وہ ہرگز نہیں کیا بلکہ وہ موجب شفاعت یعنی شفاعت ہو نیکی امید قوی ہو کہ بتا تا ہی کہ شفاعت کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی اسکو مضبوط پکڑ واس سے درو اس سے غافل مت ہو شفاعت کا اذن و حکم دینا شفاعت قبول کرنا اسکی کام ہی اسکو راضی کر دینا شفاعت کا مقدمہ بھی ایسے سپرد کر دہ جسکو چاہیگا شفاعت میں سے کسی کو ہلکا شفیع کر دیگا وہ تو اچھا راستہ بتا یا لیکن تم اپنی کبخی سے اسس راستے کو کہ چہرہ سار سنت و جماعت کے فقہاء و مفسرین ہیں چھوڑ کر شرک و بدعت کے کاشنوں پھر انٹون میں تہ خدا و رسول کو ناخوش کر۔ شفاعت کی امید کی جرکات لئے ہو پھر اب (نم)

کس پر مش ہی کر دہ خوش می آید پیش تمھارا کیا تمھارے آگے آتا ہی۔

قولہ جلد - ۷ - تھوۃ الایمان - صفحہ - ۵۵ - سطر - ۱۵ - اس شاہنشاہ علیجاہ کی تو یہ
شان ہی کہ ایک آن بین حکم کن سے چاہے تو کروڑوں بنی ولی اور جن فرشتے جبریل اور میکائیل اور محمد پر پیر گزرا
حاشیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم نظیر کی خبر قرآن و حدیث سے ثابت ہوتے پر وصف
قدرت کی اس منط سے بیان کرنا خلاف سنت و جماعت ہی لیکن معتزہ کے نزدیک جائز عقیدہ حافظہ دیکھے
تو معلوم ہو گا۔

اقول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم نظیر کی خبر قرآن و حدیث سے ثابت ہی لکھا سو قرآن سے
ثابت ہی و نہ حدیث سے بلکہ نظیر ثابت ہی جیسا آیہ کریمہ و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الارسل یعنی نہیں ہی محمد مگر رسول اللہ گذرے ہیں آگے اسکے رسولان اس طرح عیسیٰ علیہ السلام

کی مثل و نظیر فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الارسل
اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام الوداعیہ پیغمبروں میں ہیں دوسرے بہت پیغمبروں سے افضل ہیں اور آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام الوداعیہ کی فضیلت نبی رکھتے ہیں اور ختمیت کی بھی سید المرسلین ہیں مگر نفس
بنوت میں و شہریت میں دوسرے پیغمبران مثل و نظیر ہیں آنحضرت کے عالم وجود میں اور عالم امکان میں

بھی آنحضرت کا مثل و نظیر جیسا کہ ربہ اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر
علی ان یخلق مثلهما یعنی آتا نہیں ہی وہ جو پیدا کیا آسمان اور زمینوں کو باوجود انکے اجرام
بہت ترے ہو نیکی قادر و توانا اسپر کہ پیدا کرے مانند انہوں کے جو چھوٹے جسم میں یہ آیت مرد کو
زندہ ہو نیکی باب میں جو کفار قریش اسکو بعید سمجھتے تھے سو انکے رو میں فرمایا کہ کیا پیدائے ہو
مرد و نکو زندہ کرنا کیا تری بات ہی بلکہ قیامت کے دن محشر ہو و نیکی سو ان سب کی مثال و نظیر
پیدا کرنے پر قادر ہوں محشر ہو نیوا و نہیں آنحضرت کے آگے ہیں پس مثل و نظیر بھی آنحضرت کا تحت قدرت

اب یہاں سمجھا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کو خاتم النبیین فرمایا یعنی نبوت آنحضرت پر ختم کر دیا تو اب عقیدہ
یہ ہی کہ حضرت کے بعد ہرگز کوئی نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوگا عالم خلق و ایجاد میں نہیں آویگا پس نظر
حضرت کا عالم خلق و تکوین میں آنا محال ہو الیکن تحت قدرت ہونا محال نہیں کیونکہ قدرت ایک علیہ و
صفت ہی تکوین علیہہ اثر قدرت کا امکان صدور مقدورات ہی ذات قادر سے اور اثر تکوین کا
واقعہ مکون ہی بالفعل اللہ تعالیٰ کی مشیت آنحضرت پر نبوت ختم کر نیکی ہونے سے دوسرے بنی کا ہونا

اور خلق میں آنا محال ہوا اگر نہ محال ہوتا جیسا اللہ تعالیٰ فرمایا ولو شئنا البعث فی کل قریۃ
نذیراً اپنے ہم چاہتے تو ہر ایک فریہ میں ایک ذرا نبی الایضے رسول مبعوث کرتے لیکن نہیں چاہے
تا اجرتیزا بادہ ہو دوسرے اس محال کو محال بالغیر کہنے میں محال کے دو قسم ہیں ایک محال بالذات دوسرے
محال بالغیر محال بالذات وہ ہے کہ بغیر موانعات خارجیہ کے اپنی ذات سے محال ہے کوئی فرد اسکی تکوین
و وقوع میں نہ آوے جیسا شریک و مثل باری تعالیٰ اور محال بالغیر وہ ہے کہ بالذات ممکن رہے صحت
تکوین کی رکھے مگر سبب موانعات خارجیہ کے تحت تکوین و خلق میں نہ آوے جیسا مثل و نظیر کو
کہا گیا کہ مشیت ایزدی اسکی موانعات خارجیہ سے ہی ماس لئے دوسرا بنی خلق و تکوین میں آنا محال

پس تحت تکوین نہیں آسکتا لیکن تحت قدرت ہی ہر ممکن تحت قدرت رہنا ضرور واللہ علی
کل شئی قدير یعنی اللہ تعالیٰ سب ممکنات پر قادر ہیں نظر آنحضرت کا ممکن پہلے کہ اس ممکن کی ایک
فرد وقوع میں آئی یعنی آنحضرت پھر ایک فرد ممکن ہونا دوسری ویسی ہی فرد محال ہونا یہ غیر ممکن ہے

فان حکم المثلین واحد فمما یشبت ویسلب بالنظر الی نفس الماہیۃ

وکل لازم عدم اشتوائک الماہیۃ فلزم عدم المماثلۃ هذا خلف یعنی

تحقیق حکم دو مثل کا اس میں جو ثابت ہو اور اس میں جو سلب ہو ایک ہی ہی نظر کرتے طرف بات
کے نہیں تو ان دونوں کی وجہت میں فرق و ملاپ کا نہ ہونا لازم ہوگا پس مماثلت کا نہ ہونا لازم

ہوگا یہ باطل ہی۔ جبکہ قادر مطلق ایک بار کوئی شئی بنایا تو ویسی ہی شئی دوسرے بار بنا کر اسکو کیا مشکل ہی
 مثلاً اس دنیا ہر کی اور ایک دنیا بنا کر چاند سر کا اور ایک چاند سورج سر کا اور ایک سورج زمین ہر کی
 اور ایک مین آسمان سر کا اور آسمان انسان سر کے انسان جن سر کے جن ملک سر کے ملک آدم سر کے
 آدم خاتم سر کے خاتم اگرچہ وہ اپنی حکمت و مصلحت سے ایک ہی چاند ایک ہی سورج ایک ہی آدم ایک ہی خاتم بنا دے
 لیکن دوسرے بھی بنانے کی قدرت ثابت ہی جب آنحضرتؐ کو ماہیت انسانی میں اس کمال کے ساتھ
 بنایا تو دوسرے افراد بنا کر کیا مشکل ہو سکتا ہے کہ ماہیت انسانی بنا کر مشکل ہی یا ایسے کمال دنیا
 مشکل ہی اگر مشکل ہی تو پھر آنحضرتؐ میں کیا دیا۔ اگرچہ وہ اپنی حکمت سے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین بنایا
 دوسرے ایسے افراد بنانے نہیں چاہا کہ دوسرے افراد نہیں بنانے سے بنانے کی قدرت ہی ہمیں
 نہیں ہی حضرت کے سر کے بنا کر تحت قدرت میں نہیں ہی بولے گا خداوندیہ عقیدہ رکھنا کفر و غیظ
 ہی اور انکار ہی علیٰ کل شئی قدیر کا۔ اور تو اندیشہ جنہیں عالم بڑی بڑی توفیق و کرم کا مست
 جماعت کے عقیدے کی سب سے ہی جنہیں عالم میں عالم کے سب افراد جن و ملک بشر آدم و خاتم سب داخل
 ہیں۔ اب رہا یہ کہ حضرت کا نظیر پیدا کرنا تو خدا تعالیٰ کی مشیت میں نہیں ہی پھر مشیت میں نہیں سوتا
 کا پیگو بولنا اسکا پیسا سبب یہ ہی کہ تم سر کے منکر قدرت پیدا ہو کر خدا تعالیٰ کی سکت و قدرت کا
 انکار کرنے سے اس قادر علی الاطلاق کی قدرت ظاہر کرنا ضرور ہوا۔ دوسرا یہ کہ خدا تعالیٰ وحدہ
 لا شریک ہی اسکا مثل و شریک محتج بالذات ہی اور حضرت کا مثل و نظیر خاتمیت کی آیت کے نص سے
 محتج بالغیر ہی سو تم بے ووزن میں فرق نہیں جانتے سے اور شریک بار تعالیٰ کے سر کا محتج بالذات
 سمجھنے سے تمہاری سمجھ کی اطلاع کے لئے اور لوگوں میں حق بات شائع ہونے لگنا پڑا تو بے شریک محتج
 و محال بالغیر حقیقت میں ممکن ہی فقط خدا تعالیٰ کی مشیت اسکی موانعت سے ہی اگر مشیت دوسرے
 طوع کی ہوتی یا ہوتی تو اسکا خلاف ظہور پاسکتا ہی وہ تحت قدرت ہی ہونا اور خدا تعالیٰ کی وحدت

اس پر ثابت کرنا لازم ہوا مثلاً بہشت و دوزخ دونوں خدا تعالیٰ پیدا کیا مومنوں کو نیک کار و نیکو بہشت کے لئے
کافروں بدکاروں کو دوزخ کے لئے بنایا ہوں فرمایا مشیت ایزوی اس طرح کی ہی اسکا خلاف محال ہی
سو معلوم ہوا باوجود اسکے اگر میں چاہتا تو سب ایماندار ہو جاتے فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا

فی الدنیا و الاخرۃ فرمایا اسکا خلاف محال با این ان اراد ان یهلك المسيح ابن مریم
اور آنحضرت کو خاتم النبیین فرمایا اسکا خلاف محال پھر ولوشینا البعثنا فی کل قریۃ نذیرا
فرمایا غرض ایسی بہت سے آیتیں ہیں جو مشیت کے سبب محال ہو مگر حقیقت میں ممکن تحت قدرت
ہمیشہ مشیت موافقات خارجیہ سے ہی ایسا ہی مشیت سب نیک کاروں کو بہشت دینے کی تمام بدکاروں کو
دوزخ میں ڈالنے کی ہوئی ہی و عہد بھی قرآن مجید میں اس طرح ہوا ہی اسکا خلاف محال ہی
لیکن یہ محال حقیقت میں ممکن تحت قدرت رہنے اور مشیت کے سبب محال ہونے سے امام فخر الدین راہزی
لکھے ہیں کہ سب نیک کاروں کو دوزخ میں ڈال دیوے اور تمام بدکاروں کو بہشت میں داخل کرے تو
جائز ہی کیونکہ ممکن ہی تحت قدرت ہی فقط مشیت کے سبب محال ہوا ہی اسکو محال بالغیر کہتے ہیں نیز
بدستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر یکے بنانے کی قدرت اللہ تعالیٰ کو البتہ ہی اور تحت قدرت
ہی لیکن مشیت بنانے اور خلق کر نیکی ہونے سے محال ہوا ہی جو محال بالغیر ہی پس نظیر تحت قدرت
ہنہیں ہی بولنا اللہ تعالیٰ جلالت قدرۃ کا عجز ثابت کرنا جیسا مولوی فضل حق وغیرہ لکھے ہیں بہت
بڑی بات ہی اور آنحضرت کی توصیف بھی اس میں نہیں نکلتی مثلاً زید عمر و سے کہا کہ میں تیری عزت
کے واسطے تجھ کو نہیں مار دوں گا پس اگر زید باوجود قدرت رکھنے کے عمر کو نہیں مارا تو البتہ زید کے
قول نبھانے کی سچائی اور عمر کی عزت و حرمت دونوں ثابت ہوتے ہیں اگر زید مغلوب ہو جا کر
عمر کو نہیں مار سکا تو زید کے ہنہیں مارنے کی کہا تعریف اور عمر و کے ہنہیں مار کھانے کی کہا تو صیغ
یہ بات کند ذہن لوگوں کے ذہن میں بھی آسکتی ہی اہل علم اور اہل منطق کہا کرتی بات کو

نہیں سمجھنا باوجود اس قادر علی الاطلاق کی قدرت پر اتنے نفوس قرآن و حدیث میں رہتے ہوئے بہت عجب ہی یہ خیالی ازغشاوہ نہیں و درچار سو برس کے آگے بھی ایسا بحث ہو کر نظیر تحت قدرت ہی سوا سکے رسالہ بزرگان لکھ چکے ہیں ایک عربی رسالہ حضرت مولوی شایہ محمد الدین صاحب مرحوم کے کتب خانے میں ملویدہ موجود ہے۔ اور شاہ شرف الدین بکچی منیری بھی اپنے مکتوبات میں باب الحج کے پیچ آنحضرت کے سر پر لکھ کر پیکر نیکی اللہ تعالیٰ کو قدرت ہی کر کے لکھے ہیں اور وہ مکتوبات چھاپے ہوئے ہیں چنانچہ دیکھ لو۔ ہم دوسرے بزرگوں کا حوالہ اس واسطے دے رہے ہیں تاکہ عوام لوگ معترض کا فریب معلوم کر لیں کہ اگر یہ بات بے ادبی کی ہوتی تو دوسرے بزرگان ایسا کام کیوں لکھتے بلکہ نظیر تحت قدرت نہیں ہی ہوتا اور خدا تعالیٰ کی عدم قدرت ثابت کرنا یہ تری بے ادبی ہی جو کفر کو پہنچاتی ہی نوذبات لہنا۔

قولہ جملہ ۸ - تقویۃ الایمان - صفحہ ۵۶ - سطر ۵ - اور جو سب پہلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبری سے ہو جاوے تو اس مالک الملک کی سلطنت میں اس کے سب کچھ رونق ترجمہ بخاویگی اور جو سب لوگ ملکہ شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوے تو اس کی کچھ رونق گھٹ بخاویگی

حاشیہ مقابلے پر نظر کریں تو صاف نکلتا ہی کہ جبرئیل اور پیغمبر شیطان و دجال ہو جانا اور شیطان و دجال جبرئیل و پیغمبر ہو جانا ممکن ہی اور اس دعوے پر حدیث کہ لاتے ہیں اسمین و پیغمبر کا ذکر ہی و نہ شیطان و دجال کا پھر طریقہ ادب کہاں باقی رہا۔

اقول محشی مغتری اپنی عادت کے موافق یہاں جنت باطنی بتاتا ہی کہ مقابلے پر نظر کریں تو صاف نکلتا ہی کہ جبرئیل و پیغمبر شیطان و دجال ہو جانا اور شیطان و دجال جبرئیل و پیغمبر ہو جانا ممکن کر کے۔ اولاً یہ کہ جبرئیل و پیغمبر متقیوں کے محض نہ تھے ہین اور شیطان و دجال شقیوں کے محض نہ تھے ہمیشہ اپنے محض سے مستثنا اور جدا رہتا ہی یعنی سب پہلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبر سر پر تھے متقی ہو جاوے تو آدمی و جن جو محض ہین جدا ہوئے جبرئیل و پیغمبر جو محض ہین

علیحدہ قہر ہے پھر جبریل و پیغمبر شیطان و دجال ہو جائے کہاں سے نکلتا اگر عموم و شمول کی راہ سے
 آدمی و جن بولنے سے آنحضرت داخل ہو سکتے ہیں تو جبریل نہ تو آدمی ہیں و نہ جن پھر کیوں داخل ہو سکتے
 غرض محشی حسد و عناد سے جو صاحب تقویۃ الایمان کے ساتھ ہی عوام کی نظر میں اسکو بدنام کرنا اور برا بھلا
 کر کے یہہ زور و دھمک کرنا ہی لیکن اہل علم اور منصفوں کے پاس اسکا مکروہ و زہینہ نہیں چلیگا۔ دوسرا یہہ کہ یہ
 حدیث قدسی ہی صحیحین میں آئی ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ای بند و مقرر تمہارے پہلے اور پچھلے آدمی اور جن
 تمہارے میں کے برے متقی کے دل کے سریکے ہو جاوین تو تمہارے ایسا ہونے سے میری سلطنت کی رونق
 نہ ترہم جاوے گی ای بند و مقرر تمہارے پہلے اور پچھلے آدمی اور جن تمہارے میں کے برے گنہگار کے
 دل کے سریکے ہو جاوین تو میری سلطنت کی رونق نہ گھٹ جائیگی میری سلطنت قدیم ہی ذاتی ہی نہیں
 کچھ گھٹاؤ تر یا زہینہ آتا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت غنی عن العالمین ہی عالم کا حال ایسا اچھا ہو تو اسکو کہاؤا
 ہی اور ویسا بڑا ہو تو کہا مضائقہ جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا کہ انہوں نے
 بنی اسرائیل کو کہے کہ تم سب کے سب کافر ہو جاوین تو اللہ کا کہا نقصان اسی پرستور سب بڑے لوگ
 اچھے ہو جاوین یا اچھے بڑے تو اللہ کو کہا پرداہ ہی۔ اور یہہ جو لکھا کہ اس حدیث میں نہ جبریل و پیغمبر
 ذکر ہی و نہ شیطان و دجال کا۔ بھلا و سبجبتہا کا لفظی الذین نے میں حضرت ابو بکر کا ذکر و نام
 کہاں ہی اور یوفون بالنذر میں حضرت علی کا نام کہاں ہی پھر مفسرین و مان مرد حضرت خدیج
 میں اور یہاں حضرت علی کا ہیکر لکھے غرض آیتوں و حدیثوں کے قرابین سے کہا مراد ہی سو لکھا مفسرین
 و محدثین کا کام ہی نہ ایسے ویسوں کا اس حدیث میں سب سے زیادہ متقی سے مراد آنحضرت ہیں جو نہ
 خدہ نہیں لکھے ہیں کیونکہ آنحضرت خود فرمائے ہیں انا اعلمکم باللہ و اتقا کہہ لیجئے تم سب سے
 میں زیادہ جانتے والا ہوں اللہ کو اور متقی ہوں اس لئے آنحضرت کو امام المتقین کہتے ہیں اس حدیث
 کی شرح میں دوسرے محدثین کے سوا محدث محمد حیات سند ہی علی اتقی قلب رجل واحد منکم

کی شرح میں کچھ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں دیکھ لو جیسا محدثین کے ہیں ویسا ہی حسب تقویۃ الایمان ذکر کیا اُس پر اعتراض کرنا حقیقت میں محدثین و شارحین پر اعتراض ہی۔ اس کے سوا سب سے زیادہ متقی بولتے ہی بغیر شرح ہر ایک شخص کا ذہن متقیوں کے سرداروں طرف جیسے اولیا ابنیاء اور سب سے بڑے خاتم النبیین کے طرف انتقال کر گیا اسی طرح زیادہ متقی بولے تو اشقیاء کے سرداروں طرف جیسے بوجہل بولے بغیر فرعون شیطان و جال کے جو دیکھا پس ان متقیوں کے سرداروں کی کسی ایک کو تعین کرنا ہی اور ان اشقیاء کے سرداروں سے بھی کچھ محدثین تقویٰ و دین پیغمبر اور جبریل کو زیادہ سچے شقاوت میں شیطان و جال کو اب تم کس کو سمجھتے ہو سو سمجھ لیو رہا اعتراض یہ کہ سب اچھے لوگ بُرے ہو جانا اور بُرے اچھے ہو جانا لازم آتا ہی تو یہ اعتراض حدیث قدسی پر ہی کہ کیوں ایسی حدیث بھی اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر نیوالے کا حکم ظاہر ہی بعد اس کے پیغمبر پر اعتراض ہوا کہ کیوں ایسی حدیث امت پر تلاوت فرمائے بعد اس کو یاد رکھ کر روایت پہنچائے سوا صحاب و تابعین پر بعد محدثین پر کہ کیوں ایسی حدیث جمع کئے بعد شرح پر کہ کیوں ایسی شرح لکھے ان سب کو چھوڑ دیکر فقط تقویۃ الایمان واسطے کو پکڑ لینا عقل و انصاف سے بعید ہی وہ تمہارا ایسا کیا کیا خیر خواہی سے تمہارا شرک چھڑانا چاہا مانگو شرک ہی پسند ہو تو کر لیو اُس پر ناحق افرے کیوں جاتے اور عوام کو دہوکا دیتے ہو۔

قولہ جملہ ۹ - تقویۃ الایمان - صفحہ ۵۸ - سطر ۱۴ - جو چور کا حمایتی بنا کر اس کی سفارش کرنا تو آپ ہی وہ چور ہو جاتا۔

حاشیہ شفاعت کے بیان میں چور سے مراد گناہگار اور حمایتی سے مراد شفاعت کر نیوالا سفارش سے مراد شفاعت صاف ہی پھر حمایتی چور ہو جاتا ہی کہنے سے کہا مطلب نکلنا ہی سو عقلمند جان لیگا پھر طریقہ ادب کیسے باقی رہیگا۔

اقول بخشی حمایتی سے مراد شفاعت کر نیوالا لکھا سو توبہ دلاؤ کیا ہی حقیقت یہی کہ شفاعت

سفارش کو کہتے ہیں تو سفارش دو طور کی ہی اصل سفارش یہی کہ کسی کے واسطے کلمۃ الخیر کہنا مثلاً ایسا کہنا کہ یہ شخص خطا و قصور کو اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا ہی اتفاقاً یہ خطا اُس سے سرزد ہوئی ہی اُس پر رحم کرنا معاف فرما۔ دوسرا طور یہی کہ اسکے بالکل طر فساد و حمایتی بن جا کر مقابلے کے طور سے کہنا کہ فقط یہی شخص قصور نہیں کیا سیکڑوں سے ایسا قصور ہوا ہی خواہ اسکو معاف کرنا چھوڑ دینا ہی میں ہرگز اسکو سزا دے نہیں دیونگا تب معاف کرنا جواب دینا ہی مان تم اسکے حمایتی بنکر آئے ہو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی اس کام میں شریک ہو میں اسکے حمایتی سمیت سزا دیوینگا مصنف کی مراد حمایت سے یہی ہے جو چرکا حمایتی بنکر اسکی سفارش کرتا تو آپ ہی وہ چور ہو جاتا۔ اولیا انبیا کی شفاعت ہی سو پہلے طور کی سفارش ہی جو عاجزی کے ساتھ کلمۃ الخیر گناہگاروں کے حق میں کہنا نہ حمایتی بنکر خدا تعالیٰ سے جھگڑنا چنانچہ خود مصنف کہتا ہی کہ پکارنے والے لوگ ایسے کہا ہیں کہ دے دے بڑے بڑے لوگ انکے حمایتی بنکر اسکے خلاف مرضی انکی طرف سے اسکے حضور جھگڑنے بیٹھینگے بلکہ بات تو یہی کہ الحب لله والبغض لله انکی شان ہی جتنے حق میں اللہ تعالیٰ کی مرضی یوں ہی ٹھہرے کہ اسکو دونوں میں بھیجے تو دے اور چار دہکے دینے کو تیار ہیں کیونکہ دے اسکی مرضی کے تابع ہیں اسکے دوست کے دوست و دشمن کے دشمن ہیں اس لئے وہ کہتا ہی کہ نہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے اور اسکو اپنی حمایت کے واسطے پکارئے اور اسکو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائے اور اسکے احکام یعنی شرع کو بقدر کر دیکھئے اور اس حمایتی ٹھہرے ہوئے کے راہ و رسم کو مقدم سمجھئے یہ بری قباحت کی بات ہی اور سارے بنی ولی اُس سے بیزار ہیں و ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بننے بلکہ غصے ہوتے ہیں اور اٹتے اسکے دشمن بن جاتے ہیں کیونکہ انکی توبہ رگی ہی مٹی کہ اللہ کی خاطر کو جو رو بیٹے مرید شاگرد نوکر غلام یا راسخا سبکی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جو بے لوگ اللہ کے خلاف ہوتے تو دے بھی اسکے دشمن ہو جاتے وہاں بھی اسکے حمایتی نہیں بنینگے پس مصنف شفاعت کا معنی کہا کیا ہی اور حمایت کا معنی کیا کیا سوائس سے

عبداللہ شہید پوشی کر کے اور حمایت کی اصطلاح سے اور کس معنی میں اسکو استعمال کرتے ہیں سو اس سے
درگزر حمایت کی معنی کو شفاعت کا معنی ہی لے کر تبادلاً و فریب کیا غرض مقررہ کو مصنف سے کشف
عنا و نقص ہی سونغلند اور اہل انصاف خوب سمجھیں گے۔

جملہ ۱۰ - تقویۃ الایمان - صفحہ ۷۱ - سطر ۸ - مشکل کے وقت پکارنا اللہ کا حق
جملہ ۱۱ - تقویۃ الایمان - صفحہ ۲۴ - سطر ۹ - اور جن نے اللہ کا حق اسکے مخلوق کو دیا تو
برے سے برے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چار کے سر پر رکھ دیجئے
حاشیہ حق سے مراد یا لاکے پکارنا جیسا یا رسول اللہ اور یا شیخ عبدالقادر پھر بادشاہ سے کون
مراد ہی اور چار سے کون مقصود ہی اور تاج سے کہا ارادہ کیا ہی سو عاقل خود سمجھتا ہی۔

اقول یہاں مترن جعل کیا ہی یعنی جو بیویں صفحہ میں ان البشرک لظلم عظیم یعنی
مقرر شرک بری بے انصافی ہی کر کے اس آیت کے تحت میں مصنف نے کہا بے انصافی ہی ہی کہ حق
حق اور کیس کو پکڑا دینا اور جن نے اللہ کا حق اسکے مخلوق کو دیا تو برے سے برے کا حق لیکر ذلیل سے
ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بے انصافی اور کہا ہوگی
اتنی سو اس فقرے کو ایک تروین صفحہ میں جہاں مصنف نے لکھا ہی کہ مشکل کے وقت پکارنا بھی اللہ
ہی کا حق ہی اور نفع و نقصان کی امید رکھنا اسی سے چاہئے سو وہاں لاکر جمایا اور عاشر شیعہ لکھا کہ
حق سے مراد یا لاکے پکارنا جیسا یا رسول اللہ یا شیخ عبدالقادر اور یہاں چار سے کون مقصود ہی
دیکھو کہ کہ بتاتا تو گئے سمجھیں کہ مصنف معاذ فی ولی کو چار بنا یا ہی آپ بنا کر مصنف بنا سے نہ بچا
جعل کیا مصنف نہ نہ کسی نبی کا ذکر کیا و نہ ولی کا نہ یا رسول اللہ کہا و نہ یا شیخ عبدالقادر فقط وہ
کہا کہ کسی بادشاہ کا تاج ایک چار کے سر پر رکھ کر اسکو بادشاہ بنا نا اور بادشاہ کے سر کا مانا کیسی
بے انصافی ہی ایب ہی خالق کا حق اسکے مخلوق کو دینا بری بے انصافی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کو

بڑی بے انصافی کہ ایسے اپنا حق مخلوق کو دینا ظلم عظیم ہی فرمایا مخلوق ایک عام لفظ ہی جو نام و نیاز پر
 اور شہرہ ہر ذرہ عالم پر صادق آتا ہی ہوا اسکو محشی معترض مفید بنی ولی سے کیا اور بنی ولی میں بھی لوگ
 عرف و عادت میں جنگو اکثر پکارا کرتے ہیں اور جن سے مدد و استعانت چاہتے ہیں سو انکے نام لکھا
 نا لوگ مصنف سے چتر کر دیبولین اور گالیان دیوین یہ کہ سطح کی بدذاتی و بے دینائی کیا ہی عاقل و
 منصف البتہ سمجھینگے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ مشکل کے وقت دفع مشکل کے واسطے غایب ہیں سو بزرگوں کے
 ارواح کو پکارنا اور اپنی حاجت مراد اٹھانے چاہنا جائز ہی یا نہیں کہ اگر پکارنے والا یہ اعتقاد رکھے
 کہ بزرگوں کی ارواح ہمیشہ حاضر و ناظر ہیں میرے پکار کو دور و نزدیک سے بالذات سن لیتے ہیں تو جائز
 نہیں یہ عقیدہ مشرکوں کا ہی جیسا کہ مفسرین و فقہا لکھ چکے ہر از یہ والا لکھا من قال ان ارواح
 المشايخ حاضرة تعلم بکفر اور تا تاریخانہ والا لکھا کفر الناکم لا اعتقاد ان الوسا
 والملئکة تعلم الغیب وسمع النداء اس طرح بزرگان دفع مشکل اور حاجت بڑی
 کی قدرت بالذات رکھتے ہیں سمجھا تو بھی کافر ہونا ہی اگلے فقہاء کے سوا حال کے علما میں مولوی اسلمی صاحب
 اور مولوی ارتضیٰ علیخان صاحب بھی لکھے ہیں اسلمی صاحب شیخ کے ۳۷۷ صفحے میں لکھے ہیں
 ہر شخص اگرچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باشند بر نفع و ضرر نفس خود قدرت ندادند انتہی۔ ارتضیٰ علیخان
 آجے ہیں اگر کسی گوید یا رسول اللہ یا مرشد افادہ یا دختر مراد فرزند نصیب کن یا فلاں مراد و فرما
 اے مطلقاً روایت ہے چہ جاے اولیا۔ اب جو لوگ بزرگوں کو پکارتے اور نداء کرتے ہیں سو سے
 ۱۔ ذرت رکھنے کے اعتقاد سے کرتے ہیں انکا تذرو دنیا کرنا حاجت مراد مانگنا خود اس پر دلیل ہی
 ۲۔ چہ بیان پس یہ شرک ہی اسکو سوا شرک کے کون جائز کہیجیگا مان بغیر اس اعتقاد کے یعنی
 ۳۔ ناظر ہونے اور حاجت برآری کرینا اعتقاد ناکم فقط محبت سے یا شعر کے التفات
 ۴۔ جو غایب کو حاضر کے طور پر خطاب کرتے ہیں جیسا ملا جامی زبانی میں لکھے

زمحوری برآمد جان عالم و ترجمہ بانی اللہ ترجمہ کو بالقبۃ حبیب التہات میں یا ایہا النبی پرہتے
ہیں یا قبرستان میں گئے سو وقت السلام علیکم یا اہل الدیار من المؤمنین کہتے
ہیں سو یہ بات جدی ہی اس میں حبیباً شرع میں حکم آیا ہی ویسا پرہتے ہیں نہ یہ کہ دس حاضر ہیں اور
ستے ہیں اور حاجت برآری کی قدرت رکھتے ہیں کہ سمجھتے ہیں۔ موحد کو چاہئے کہ ایسے
شرک کے اعتقاد سے احتراز کریں۔

قولہ جملہ ۱۲ - تقویۃ الامان - صفحہ ۷۳ - سطر ۱۳ - کسی قبر یا چلے یا کسی کے
تختان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچلے ہو دمان پہنچا بعد
چند سطرون کے سب شرک کی باتیں ہیں کہا ۔

حاشیہ کسی کی قبر کے بے قید بولنے سے انبیاء اولیاء کی زیارت کا انکار صاف نکلتا ہے۔

اقول مصنف ج اور اسکے مناسک بیان کر کر کہتا ہی کہ ایسے کام بیئے احرام باندہ کر
میلے کچلے ہو کر میت اللہ کو پہنچا طواف کرنا حجر سود کو بوسہ دینا وغیرہ جو مناسک حج ہیں
سو یہ سب اللہ صاحب کی تعظیم کے واسطے ہیں سو ایسے کام کسی کی قبر یا چلے یا خان کو کرنا
تو حیا ہندوستان میں دستور ہی البتہ یہ شرک کی بات ہی یہ فقط خالق ہی سے کیا چاہئے کیونکہ
یہ عبادت ہی اور عبادت غیر اللہ کی شرک ہی کہان عبادت اور کہان زیارت - اولیا ابنیا
کی زیارت کو جا کر و مان بھی ایسے کام کریں تو البتہ منع ہی منور جنگ کے مطیع میں جھپی سوکتا ہے
میں بھی ایسا لکھا ہی تو بجای ہی پھر دیکھنا سو کیا - فقہا اور عبد الحق دہلوی بھی لکھ چکے ہیں کہ طواف
کرنا سچیہ کرنا بوسہ دینا انحناء وغیرہ اولیا ابنیا کی قبروں کو بھی جائز نہیں کہ یہ عادت
یہود و نصاریٰ کی ہی - مصنف نفس زیارت کا اسرار کہان کیا بلکہ زیارت و عرس کے بچانے
سے قبروں اور چوں پر جا کر ایسے کام کرنا شرک کا کام ہی لکھا جب یہہ شرک ہو تو اسکے واسطے

کرا کے لئے کھڑے ہو کر
میں نے کہا کہ میری
پسندیدہ چیزیں
تو نے ان کی خاطر
ان کی حکومت

قصد کر کے دور دور سے جانا جو وسیلہ ہی وہ بھی نہیں داخل تھا۔ اول تو انہی کی قبروں کو جو دروم
 شام میں ہیں بیان سے کوئی شخص زیارت کے قصد سے سفر کر کر جانکی عادت نہیں مگر شافو نامہ کوئی
 ضرورت و تجارت کے لئے گیا تو زیارت بھی کر لیتا ہوگا مان حاجیان جو حج کو جاتے ہیں مدینہ منورہ قریب
 رہنے سے سردارانہا کی زیارت کو جانا ضرور سمجھتے ہیں خود مصنف بھی وہاں گیا تھا پر وہاں حج کے
 مناسک کوئی نہیں کرتے نہ احرام باندھ کر جاتے ہیں نہ طواف کرتے نہ تہن کریم کو بوسہ دیتے نہ نذر و
 نیاز چربائے فقط زیارت کرتے اور درود و سلام بھیجتے ہیں۔ حج کے مناسک سر یکے نام فقط
 ہندوستان میں یعنی جمیر مکھن پر گنگہ گہر ناگور وغیرہ بہت سے قبروں پر بیان کج لوگ جا کر کرتے
 ہیں اور ان قبروں کو کبے کے سر یکا بھی سمجھتے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہے **نیت کعبہ در کھن چن**
 در گہ گیسو دراز بادشاہ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز کو اور ایک شاعر ناگور والے حضرت کے بامیں
 کہتا ہے **زایرون آسانے کے ترے اسی قبہ گاہ** حاجیوں کو ہم ساری کر یکا کب مقدود ہی
 بعض لوگ ان سفروں کو فرض جان کر کہتے ہیں کہ ناگور کی زیارت کے سات سفر حج کے بدل ہیں
 ایسے عقیدوں کے ساتھ ان قبروں کے پاس شرک و بدعت کے کام اور منہیات شرعیہ نوبت
 باجے راگ و رقص روشانی نذر و نیاز چربا نامنت مراد مانگا آستانہ بوسی سجدے طواف وغیرہ
 جو ہو کرتے ہیں سوائے لکھنے کو ایک علیحدہ دفتر چاہئے مگر چند اشعار کسی دیندار شاعر کے جو اس بار
 میں ہیں لکھ دیتے ہیں **شرک و بدعت ہی جن خرد نکو پسند** **میں دے دجال وقت نامسود**
 غم و شادی میں پیشوائے **ہیں نصاریٰ یہود گبر ہنود** **انکے بدروز بدر سوم تمام**
 شادی اور غم میں انکے **سید المرسلین کی سنت** **انکے ہر کام کاج میں مفقود**
 کہا غضب ہی کہ پوجنے **صاف کرتے ہیں مان کو عوج و جود** **میں اشعار جھوٹے فحشے گائیں**
 کہیں سکون رسول کا مولود **کرتے کرنا نذر غم ہیں اور پوشتم** **نام کیا فانتھ ہی اور درود**

کتاب ستم ہی کہ مقبروں کے بیچ	گنہگار ناچ راگ رنگ سرود	مقام فتح زیارت عرس
شرک و بدعت فجور ہی مقصود	جب ان افعال بد کا منکر ہو	کوئی سنی عاقبت محمود
نام اُسکا کھین لے و نابی	لیغ ہی ہم طریق ابن سعود	اور کہیں ہی بنی کا بہ دشمن
جھوٹے گزرائیں لاکے اسپہ ہوں	جھوٹے باندائے عالم اور جاہل	جانبین سچ مچ ہی اس ناک کو سود

پس مصنف ان کاموں کو فسق و فجور و شرک میں گنتا ہی دوسرے علماء و فقہاء بھی ایسا ہی لکھے ہیں۔
 مائۃ المسائل واربعمین اور مولوی اسلمی صاحب کی سیفۃ النجات جو حال کے کتب ہیں دیکھنے سے معلوم
 ہو جائیگا مصنف کے کلام سے اولیاء انبیاء کی زیارت کا انکار نکلتا ہی لکھا سو صرف انفرادی اور عوام
 کو مصنف سے ناحق بدگمان کرنا فریب۔ معترض کو ان کاموں کے کرنے کی دلت سے عادت
 ہو جا کر انکو جھوٹ نہیں کہتا جب خود نہیں جھوڑا تو اور وں سے کہا جھڑبگا علاوہ تقویۃ الایمان کو
 پڑہنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہیں کر کے آگے لکھ چکا ہی اور شاگردان کو بھی ایسا ہی تعلیم کیا ہی۔ اب
 خدا کے فضل سے تقویۃ الایمان پڑھ کر بہت عوام درست ہو گئے ہیں اور ہوتے آتے ہیں تو اسکو
 یہہ قدر پیدا ہوا کہ شاگرد اور اپنے فریب میں آئے ہوئے عوام مصنف کی بات حق ہی سمجھ کر شرک
 و بدعت سے دست بردار ہو جاوین اس لئے فریب دینا ہی کہ اس کتاب سے اولیاء انبیاء کی زیارت
 کا انکار نکلتا ہی بل بلے تیرا فریب۔

قولہ جلد ۱۳ - تقویۃ الایمان - صفحہ ۷۴ - سطر ۱۷ - پھر کوئی جانور مرغی ہو
 یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا بنی کا باپ کا یا دادا کا بھوت کا یا پرہی کا وہ
 حرام ہی اور ناپاک اور کرناوالے پر شرک ثابت ہوتا ہی۔

حاشیہ ایک جملے میں بنی ولی اور بھوت بری کو ملا دینا خالی بلے اولی سے نہیں اور
 بنی کے نام کے جانور کا حکم علیحدہ اور بھوت کے نام کے جانور کا حکم علیحدہ۔ یہی دونوں کو ملا دینا

بھی خلاف ہی طریقہ ادب کے -

اقول

یہاں معترض کے دو اعتراض ہیں ایک تو ایک جملے میں بنی ولی بھوت دہری کو ملا دینا دوسری بنی ولی کے نام پر چھوڑے سو جانور کا حکم علیحدہ بھوت دہری کے نام پر چھوڑتے سو جانور کا حکم علیحدہ پہلے اعتراض کا جواب تنبیہ الضالین توفیقہ الایقان وغیرہ میں تفصیل دے چکے ہیں اور فری کے واسطے ہمارے اعتراض کے سر کیا لکھا ہی۔ اب ہم جواب باصواب دیتے ہیں کہ بنی ولی بھوت دہری کو ایک جملے میں ملا کر بولنا جائز ہی ہے ادبی نہیں قرآن مجید میں خود خدا تعالیٰ آدم و ابلیس کو اور موسیٰ و فرعون کو ایک آیت میں ملا کر فرمایا ہی اسی بدستور اگر کوئی کہے آدم و ابلیس دو خدا کے مخلوق و بندے ہیں تو حق ہی اور جائز ہی اگر کہے کہ موسیٰ اور فرعون دونوں بنی آدم ہیں تو سچ ہی اور بولنا جائز ہی مان اگر کوئی مرتبے میں ایک ہیں کہے تو بزرگ جائز نہیں خواہ ایک جملے میں کہے یا دو جملے میں بلکہ ایسا بولنا کفر ہی کیونکہ آدم علیہ السلام پیغمبر ہیں خدا کے خلیفے ہیں مقبول بندے ہیں ابلیس علیہ اللعنة مرد و لعنتی سرکش بندہ ہی موسیٰ علیہ السلام پیغمبر حبیب القدر مومن ہیں فرعون کافر و طاعنی ہی یہاں مصنف کا غرض یہ ہے کہ جانور نذر تقرب کے طور سے چھوڑنا جو عبادت ہی سو اللہ ہی کے نام پر چھوڑنا ہی کسی مخلوق کے نام پر خواہ بنی ولی ہو یا بھوت دہری نہیں چھوڑنا۔ مخلوق ہونے میں بنی ولی بھی ہیں بھوت دہری بھی ایسا ایک جملے میں ملا کر بولنا بہت بزرگان تیرے علما ایسا ملا کر بولے اور لکھے ہیں چنانچہ سید محمد بن اسماعیل عین کے تیرے عالم اپنی کتاب تطہیر الاعتقاد میں لکھے ہیں۔ یعنی عبادت بدنی جیسا قیام اور رکوع اور سجدہ کرنا اور روزہ رکھنا اور طواف کرنا اور عبادت مالی جیسا مال میں سے کچھ نکالنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کو یا یہ عبادتیں مخصوص ہیں اللہ ہی کو عبادت کی توحید میں تبھی پورا ہوتا ہے کہ ہندو دے دعا مانگنا مگر سب اسی سے اور پکارنا سختیوں میں اللہ ہی کو اور فریاد کرنا اللہ ہی سے اور فریج کرنا اسی کے

تقرب کے واسطے اور سب طرح کی عبادت جیسا کہ ترے رہنا ذلت سے اور رکوع اور سجود اور طواف ہی سو نہ ہوے اور کیونکہ اگر اللہ ہی کو اور جو کوئی کیا ان کا مون کسی مخلوق کی تعظیم کیواں خواہ وہ جیسا رہے یا مومن فرشتہ ہو یا پیغمبر یا ولی یا جبار یا قہر یا محبوبت سہوہ شرک کیا عبادت میں اگرچہ اقرار رکھتا ہو اللہ کے ایک ہونے کا انتہی بہ بزرگ پیغمبر ولی جبار محبوبت کو ایک تری میں ملا کر بھی لکھے ہیں اور خدا کی عبادت کے کا مان رکوع سجود طواف دعا کرنا سختیوں میں پکارنا جانور کو تقرب و تعظیم کے واسطے ذبح کرنا بھی پیغمبر ولی کے واسطے کیا تو شرک ہی لکھے ہیں۔ قاضی عیاض بھی اپنی کتاب شفا میں

یہ لکھے ہیں الذین اشرکوا بعبادۃ الہ کا وثان والمملکۃ والشیاطین او

الشمس والنجوم فذلک کفر بالاجماع بنے وے لوگ جو شرک کیا کرتے ہیں تھانوں کی

عبادت کر کے یا فرشتوں کی یا شیطانوں کی یا ساندوں کی یہ کفری اجماع سے فرشتوں کا احترام و

بزرگی نبیوں کی احترام و بزرگی سی ہی؛ اسی قاضی عیاض نے شیطانوں کے ساتھ ایک تری میں ذکر

کیا اور دونوں کے ساتھ اپنے فرشتوں اور شیطانوں کے ساتھ عبادت کے کا مان کرنا جماعی کفر

ہی کہا۔ امام زروق نے شرح میں عقیدہ امام غزالی کے لکھا تخرق العادات للمملک والنبی

والرسول والولی والشیطان والساحر بنے عادت خرق کئی جاتی ہیں فرشتے کے واسطے

اور پیغمبر کے واسطے اور ولی کے واسطے اور شیطان کے واسطے اور جادوگر کے واسطے دیکھ پیغمبر ولی

شیطان جادوگر کو ایک تری میں ملا کر لکھا انتہی غرض ایسا ملا کر کہنے میں کچھ قباحیت نہیں ہے

آن برس برسے امانوں اور عالموں کو معلوم ہی وے لکھے تھے میں جاہلون اور کم سمجھ سنا ددکم

پونجی والوں کو کہا معلوم ہی وے ان کتابوں کو کہاں پر بیٹھے ہیں کہاں دیکھنے اگر اتفاقاً دیکھیں تو

بھی اپنے غرض کے واسطے اسکو داب رکھ عوام کو بہکانے اور اپنے تابعداروں کی حمایت کرتے کہتے کہ

تقویۃ الایمان والا کہا بے ادب شخص ہی کو نبی ولی کے ساتھ محبوبت و پرہیز کو ملا کر لکھا وہ ایسا موب

شخص تھا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اس سے ادب سیکھتے ہیں۔

دوسرے اعتراض میں جو لکھا کہ بنی ولی کے نام پر چھوڑتے سو جانور کا حکم علیحدہ ہی اور بھوت و پری کے نام پر چھوڑتے سو جانور کا علیحدہ کیا علیحدہ ہی سو معلوم تھا تو کیوں نہیں لکھا۔ تقرب و تعظیم کے واسطے چھوڑتے اور نذر کرتے سو جانور کا حکم فقہاء کے پاس علیحدہ نہیں لکھی حکم ہی خواہ بنی ولی کے نام پر چھوڑیں یا بھوت و پری کے یمن کے عالم تطہیر الاعتقاد میں لکھے سو تو معلوم ہو گیا اب تفسیر

نیشاپوری میں ہی سو سنو قال العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد

بذبحھا التقرب الی غیر اللہ صار امتداد ذبیحۃ ذبیحۃ مرتد یعنی

عالمان بولے ہیں کہ مسلمان جو ذبح کیا ایک جانور کو غیر اللہ کی خوشنودی اور تقرب کے ارادے سے

تو وہ ذبح کر نیوالا مرتد ہوا اور مذبح اور سکا مذبح ہی مرتد کا۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ

تفسیر میں فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کے تقرب کے واسطے چھوڑتے ہیں سو جانور حرام ہی خواہ آن بت

باشد یا روحی حیثیت کہ بطریق بھوک بنام او بدھ یا جینے مسلط بر خانہ یا مرا سے کہ بدون وادون

جانور از ایذا می سکند آنجا دست بردار نشود یا توپ را روان کردن بدو خواہ پیری یا یا پیغمبری

باین وضع جانوری زندہ مقرر کردہ دہند کہ این ہمہ حرام است انتہی۔ اس بات کو اگلے سب فقہاء

لکھے سو نا ہو کر حال کے مدراسی علماء مولوی ارتضا علی خان وغیرہ اکتھے ہو کر ایک فتویٰ لکھا سپر

سب جہرین کہتے ہیں سو عبارت اسکی یہی اگر کسی گوید این طعام مذرب فلان میت است آن طعام

حرام است و خوردن آن کسی را روانی و اگر شاقی یا مکیانی بنام بزرگی معین کنند بعد از ان اگرچہ

بتسمیہ ذبح کنند حرام است خوردن آن انتہی پس ان سب فقہاء اور علماء کے پاس تو ولی بنی کے نام پر

چھوڑتے سو حرام فقہاء اب تم کسی جیلے حوالے سے اسکو حلال جانکر اسکا حکم علیحدہ ہی بول کر حجت

کرنا ورنہ تو حجت کر لیوے شیخ جی مولوی کہاتے ہیں دو کثات باوا کا مرغ کھاتے ہیں

ہاں تم بہر حیدر کرو گے کہ اگر کوئی شخص اس نیت سے کسی بزرگ کے نام پر جانور نہیں چھوڑا مگر کسی پر ولی
یا باب دادا کی طرف سے تصدیق عن المیت کے طور پر بغیر باکو کھلانے ایک بکرا یا مرغ یا بکریا لے چھوڑا ہے
اس ارادے سے کہ وہ موتا تازہ ہو تو اس کو ذبح کر کر بغیر باکو کھلاؤ گناہ تاکہ اس کا ثواب ان کے ارواح کو
پہنچے کیا یہ جائز نہیں ہے۔ ہاں اس ارادے سے اگر کوئی جانور چھوڑا دوسرے کو فی موتا تازہ بکرا مرغ
دیوے تو بدلی کرنے مضائقہ نہیں سمجھا تو البتہ وہ جانور حلال ہی لیکن کلام عرف و عادت میں ذرا بہانے
لوگ جانور اس نیت دار ارادے سے نہیں چھوڑتے بلکہ ان جانوروں کو ان بزرگوں کی نذر دینا
کرتے ہیں اور سمجھتے کہ وہ بزرگ اُس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور انکی روح کا تصرف اس جانور
میں ہو جاتا ہے اور وہ جانور متبرک بن جاتا ہے اس جانور کا ادب کرنا اس کو سب طرح ایذا نہیں دینا
اس جانور کو سواے اُس بزرگ کی نیاز کے دوسرے کام میں نہیں لگانا اس کو بدلی نہیں کرنا اگر کوئی
چوری چھپی سے اس جانور کو پکڑ لیا تو وہ آفت میں اور اس بزرگ کی ہتھیار میں پریگا چنانچہ اتفاقاً
اگر وہ جانور کہیں گم گیا تو پکارتے پھرتے دیکھو کات باوا صاحب کے نام کا مرغ ہی کوئی کھایا تو اس کے
پیٹ میں دزد اٹھیگا وہ آفت میں گرفتار ہوگا اس طرح کا عرف و رواج ہی سوا اس کو چھوڑ کر ایک
بناوٹ کی بات کرنا کہا فائدہ تمہارا یہ مکر حکم خیر الاکرین کے روبرو نہیں چلیگا۔ ہاں اب بھی ایسے
شُرک کی نذر دینا سے اور بکرنے مرغے تقرب کے طور پر بزرگوں کے نام پر چھوڑنے پھرانے سے
باز اگر موجد بن جاوین تو اچھا ہی کیا بکرے مرغے پالنے ذبح کرنے کھانے وغیرہ میں مبتلا ہونے کے
منع ہی ہرگز نہیں فافہم۔

قولہ جملہ ۱۴ - تقوید الایمان - صفحہ ۱۱۴ - سطر ۷ - جب میں بھی مرکز می میری شہ
والا ہوں تو کب سنبھلے کے لاپی ہوں۔

حاشیہ چھوڑنا چھوڑنا کہ اس دعا سے پسند لانے ہیں اس میں بہر بات نہیں بلکہ چھوڑنا

ظاہر عبارت بنی کے انکار حیات پر دلالت کرتی ہی۔

اقول مشکوٰۃ میں ابو داؤد کی حدیث ہی مضمون یہ کہ ایک صحابی قیس بن سعد نام آنحضرتؐ عرض کئے کہ لوگ اپنے زمیندار کو سجدہ کرتے ہیں کہا اچھو تم سجدہ نہ کریں فرماے جب تو میری قبر پر گزریگا تو کہا اسکو سجدہ کریگا قیس عرض کئے نہیں تو حضرت فرماے مجھکو سجدہ مت کہ مصنف تقویۃ الایمان کہتے ہیں کہ اس سے حضرت کا غرض یہ تھا کہ میں بھی مگر مٹی میں ملنے والا ہوں یعنی نہ فون ہو نیوالا ہوں اور میری قبر ہو نیوالی ہی سو سجدے کے کب لائق ہوں سجدے کے لائق وہ ذات پاک ہی جو کبھی حرام نہ کہے یعنی ابا سمر بن الاہل اور اس دنیا سے گزرنیوالا اتنا بڑا تغیر و زوال پانوالا شخص سجدے کے کب نراوا ہوتا ہی سجدے کے نراوا وہی ذات ہی کہ جسکو کبھی موت تغیر و زوال نہیں ہوتا کیسا اکیسا ہر رہے سودہ فقط اللہ ہی اور وہی سجدے کے نراوا وہی اور کوئی نہیں بیان معترض کا طرفہ اعتراض ہی کہ یہ عبارت بنی کے انکار حیات پر دلالت کرتی ہی۔ البتہ اس دنیاوی حیات کا انکار ہی لازم ہی ورنہ اس حدیث کا اور نص قرآن کا جو افلاک حیثیت ہی صاف انکار لازم آتا ہی اور یہ بدیہی بات ہی کہ اگر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس حیات مستعار سے زندہ رہتے تو خلفاء راشدین انکے قائم مقام کا سیکو ہوتے اور خود آنحضرتؐ کا پوچھنا کہا تو میری قبر کو سجدہ کریگا صاف تھا کہ میں اس دنیا کی حیات و زندگی سے گزرنیوالا ہوں اور میری قبر ہو نیوالی ہی۔ بیان حیات برزخ اور حیات آخرت کا کچھ ذکر نہ کرنا نہیں ہی جو تشویش پر سے حیات برزخ شہید کے واسطے نص قرآن سے جب ثابت ہو تو انبیاء کا درجہ انکے کہیں برابر ہی انکے واسطے کیوں نہ ثابت ہو مگر دنیاوی حیات کا عالم اور احکام کچھ اور ہیں اور برزخ کے حیات کا عالم اور احکام کچھ اور حیات برزخ کے باب میں آنحضرتؐ یہ فرماے ہیں کہ اگر کوئی نماز میری زیارت نہ کرے اسے قبر پر گزرنے کے پاس آوے اور مجھ پر درود و سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو عود کرنا ہی میں اسکا درود و سلام سناتا ہوں اور جواب دیتا ہوں اگر دور سے کوئی درود و سلام بھیجے تو

ملائکہ مجھے پہنچاتے ہیں قبر کے پاس مخصوص ہی سوبات کو شرک شمار عام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جیسا سب گھبر
 موجود حاضر و ناظر ہی اور سب احوال جانتا دیکھتا سبنا ہی ویسا ہی آنحضرت بھی حیات النبی میں سب گھبر
 موجود حاضر و ناظر سب حال جانتے دیکھتے سنتے ہیں کر کے اعتقاد کہتے ہیں دور دراز سے آنحضرت کو
 پکارنے نہ اکر تے منت مراد مانگتے ہیں سب علماء و فقہاء اس عقیدے کو شرک کفر کا عقیدہ ہی کر کے لکے
 ہیں جیسا دوسرے جملے کے جواب میں ملا سعد الدین تغتا زانی طاع علی قاری بحر الرائق والے ابن نجیم نزاریہ
 اور تاتار خانہ والے اور حضرت شاہ عہد الغریز صاحب اور مولوی اسلمی صاحب کے اقوال بیان کئے گئے
 قرآن و حدیث و فقہ میں منع ہی سوبات کو بے لوگ اور اور بزرگوں کے ارواح کو ہمیشہ موجود حاضر و ناظر
 سمجھنے میں مشکل کے وقت انکو پکارتے دعا التجا اُنے کرنے منت مراد مانگتے ہیں پھر سمجھتے ہیں کہ ایسے کاموں
 اپنے ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا بلکہ بزرگانِ ان کا مون بخوش ہوتے ہیں سمجھ اُنکی نذر و نیاز کی دلیلیں
 کر کا فی ہیں سب مولوی مشائخ مکر اسکو تبرک جانکر کہاتے ہیں معترض تو انکار نہیں دیشوا ہی انکو آگے
 رہی تعلیم کر کہ کسی کہ آنحضرت حیات النبی میں زندہ ہیں۔ سب گھبر موجود حاضر و ناظر ہیں اب تقویۃ اللہ
 والا حضرت کے وفات پانے قبر مکرم میں جا بیجا حال اس حدیث سے لکھا ہی تو اپنے لوگوں کو بیٹھنے
 ہو جاوے کہ آنحضرت وفات پانے ہیں قبر مکرم میں تشریف فرما ہیں تو شاید زندہ بھی اسی گھبر
 ہونگے سب گھبر موجود ہرگز حاضر و ناظر کیسا رہینگے یہ تو خدا تعالیٰ کی شان ہی پس اس مظنہ کے
 رفع کے واسطے اعتراض کرتا ہی کہ جملہ مذکور کی ظاہر عبارت بنی کے انکار حیات پر دلالت کرتی ہی
قولہ سوال یعنی نے مجریان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید و شان کے بیان میں بنی ولی کو کچھ بھی
 کہیں تو کچھ نقصان نہیں۔

جواب قرآن و حدیث میں توحید الہی کا بیان کچھ کم نہیں جو اپنی طرف سے یہ وہی فاعل و مترا
 کی حاجت ہوئی سو مان اگر ایسا قرآن و حدیث میں آیا ہوتا کہ اللہ کی توحید کے بیان میں بنی ولی کو

دہتر چار سے بھی ذلیل جانو اور بولو اور لکھو تو ہم بھی اس بات کے محکوم ہوتے پھر ہکو سزاوار نہیں کہ ایسی زبان درازی کریں اگرچہ کہنے والے کا قصد انبیا اولیا کی حقارت کا نہ ہو لیکن عبارت سے تو صاف امانت و حقارت نکلتی ہی پس اہل علم کو یہہ لائق نہیں کہ مذکور جہل کو ثابت کرنے ایسے قاعدے تراشنا بلکہ چاہئے کہ ایسے جملے کتاب تقوۃ الابحان سے نکال کے رواج دین تو وہ کتاب متفق علیہ ہو جاگی اور رشک و شبہ میں نہ ڈالیں گی۔

اقول یہاں معترف نے محمد یوں کہنا یہ اہل توحید کا کیا ہی اور اکہو پڑانے محمد یوں کہنا یہاں اسکی توجیہ دو طرح کی ہی ایک یہ کہ بعض محمدی کلمہ دین اسلام کا پڑتے ہیں اور کچھ عقیدہ عمل بھی کرتے ہیں اس کے ساتھ پڑانے عقیدے و عمل بھی یہود و نصاریٰ و دیگر مشرکین عرب کے ملایت میں سوئے پڑانے محمد یوں ہیں اور جو فقط دین اسلام کا ہی عقیدہ و عمل رکھتے ہیں اور پڑانے عقیدے و عمل نہیں ملتے سوئے محمد یوں ہیں تو اس معنی سے محمدین نے محمد یوں ہو سکتے ہیں اور مبتدعین پڑانے دوسرا یہ کہ شادیوں میں سہرا لگنے باندھتے ہلدی مہندی ساچری وغیرہ رسوم کے ساتھ شادی کرتے اور موت فوت میں تاج و سوان سبوان چالیسوان چھ ماہی برسی کرتے اور بزرگوں کے عرس میلے نذر دنیا ناز راگ رنگ کرتے سو پڑانے محمدی ہیں اور یہ کامان نہیں کرتے اور منع کرنے سوئے محمدی ہیں تو اس معنی سے محمدین نے محمد یوں کہنا صادق نہیں آتا کیونکہ جیسے دین محمدی نکلا ہی تب سے ان کاموں کا رواج سلف و خلف میں نہیں ہوا اور کوئی فقیہ بھی باب النکاح میں یہ رسوم اور باب المیت میں دس رسوم عمل میں لانے نہیں لکھا فقط ہندوستان میں ہنود و منکی مصاحبت سے اور رات دن ان کاموں کو دیکھنے سے انہیں خط نفس دل لگی گشت زیادہ پار مسلمان بھی پڑ پڑے خصوصاً اہل دول اسکی بنا تو اسے رفقہ رفقہ عام و خاص میں مروج ہو گیا عام و مشایخ و پیر بادشاہوں اور امیروں کی نوکری میں رہنے یا آمد و رفت رکھنے سے اور ان کے ساتھ کھانے پینے

شریک رہنے سے ملاہن بنگئے ان گھر و زمین بھی لیے رسوم و عادات رواج پائے اقل قلیل محمدی ہندوستان
میں ہو گئے جو ان رسوم کے پابند نہیں ہو چند عرصے سے دیندار علماء خصوصاً امام الوقت حضرت سید احمد رضا
کے خلفا ہندوستان میں جا بھی پھر کر وعظ فرمانے اور ان رسوم و عادات کو اٹھانے کی سعی کرنے سے
بعض اللہ تعالیٰ شانہ بہت لوگ ان واہیات سے دست بردار ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں پس ان ہی رسوم
و عادات کے مانعین کو نئے محمدیان بولنا اور مجوزین کو پُرانے کہنا ہرگز ہو نہیں سکتا بلکہ مانعین جو محمد
ہیں پُرانے اور مجوزین جو پُر و مشرکین ہیں سونے ہیں معترض کا کیا یہ بالعکس ہو ہی۔

اور یہ جو لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید و شان کے بیان میں بنی ولی کو کچھ بھی کہیں تو کچھ نقصان نہیں
یہ فقط شرارت و مفسدی سے لکھا ہی کہا بنی کو بنی ولی کو بنی نہ کہیں گے و نہ تو افضل خلائق و کائنات
ہیں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و مقبول ہیں مگر بات یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں اسکی شان و صفت و
عبادت میں کو بنی ولی بھی ہو و داخل و شریک نہیں کرنا مثلاً رکوع و سجود خدا ہی کو کرنا بنی ولی کو نہیں
کرنا منت و نذر خدا ہی سے کرنا بنی ولی سے نہیں کرنا خدا و نافع خدا ہی کو جاننا بنی ولی کو نہیں جاننا۔
قادر و عظیم خدا ہی کو سمجھنا بنی ولی کو نہیں سمجھنا حاضر و ناظر خدا ہی کو جاننا بنی ولی کو نہیں جاننا آفت و
مصیبت میں دعا التجا خدا ہی سے کرنا بنی ولی سے نہیں غرض یہ سب کام خالق و معبود ہی سے
کرنیکے ہیں نہ مخلوق و عابد سے بنی ولی بھی بندے ہیں مخلوق ہیں عاجز ہیں خدا کے روبرو چون چڑ
نہیں کر سکتے خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں وہ تراز بر دست برتری قدرت والا ہی وہ جالا تو اکیں
میں یہ سب عالم کو فنا کر دے سکتا ہی دوسرے عالم دوسرے ایسے ہی مخلوق پیدا کر سکتا ہی جیسا
عقیدے کی میت ہی ۛ او تو اندلی چین عالم ڈی بدی آفرید و کرد عدم کو ایسی باتوں پر عرض
کرنا گویا اسکی توحید کو نہیں ماننا ہی اور شرک میں مبتلا ہونا۔

اور وہ جو لکھا کہ قرآن و حدیث میں توحید الہی کا بیان کچھ کم نہیں سچ ہی کم نہیں لیکن مختار ہے

نصیب میں قرآن و حدیث پڑھنا اور سمجھنا کہاں ہی اگر تم قرآن و حدیث پڑھتے سمجھتے تو یہ شرک و بدعت کی بلاتین گرفتار کا ہیکو ہوتے اور خدا کے سواے دوسرے کو عالم الغیب حاضر و ناظر قادر و علیم صار و نافع کا ہیکو جانتے جیسا مولوی خرم علی صاحب لکھے ہیں ﴿ اگر قرآن کو سچ جانتے ہو تو پھر کیوں منتیں تم مانتے ہو کہ وہ کہاں ہی جو نہیں ہوتا خدا سے کہ جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے کہ اور مولوی تمنا اپنی منشیوں کی لکھی ہے ﴿ مگر قرآن تو پڑھتا نہیں ہی کہ سمجھتا دعا اسکا نہیں ہی کہ خدا کو کیوں نہیں کافی سمجھتا کہ بندوں پاس پھر تباہی بھگتا کہ خدا وہی جو چاہے ایک کن سے کہ بناوے لاکھ عالم ایسے ایسے کہ جو خود محتاج ہو اپنی بقائیں کہ تصرف کیا کرے گا اور جا میں کہ قرآن و حدیث مفسرین و محدثین جانتے ہیں اسکی تفسیر و شرح اور ان سے اچھے سو فائدے بھی لکھتے ہیں تو تم ان فائدوں کو دومی قاعدے سمجھتے موجب عکوف سلیم نہیں اور قوت و اہمہ تمھاری طبیعت میں اسقدر غالب ہی کہ فائدوں کو دومی قاعدے سمجھتے ہو تو پھر قرآن و حدیث کہاں سمجھو گے قرآن خدا تعالیٰ دون اللہ کی عبادت نہیں کرنا اور انکو نہیں پکارنا اور ایسا پکارنے والے برے گمراہ ہیں مشرک ہیں فرمایا تو تم دون اللہ کا معنی فقط بت ہی جن و ملک انسان بنی ولی نہیں ہی سمجھتے ہو تمھاری سمجھ کا تو یہ حال ہی پھر قرآن و حدیث سے کہا مطلب نکالو گے اور کہا سمجھو گے ۔

وہ جو لکھا کہ اگر ایسا قرآن و حدیث میں آیا ہو تاکہ اللہ کی توحید کے بیان میں بنی ولی کو دہتر اور چار سے بھی ذلیل جاؤ اور برواد لکھو تو ہم اس بات کے محکوم ہوتے ۔ معترض بنی ولی کا نام اور دہتر و چار کا اپنے طرف سے لکھ کر مصنف لکھے سر کا جہل کیا ہی اور کہتا ہی کہ قرآن و حدیث میں ایسا آیا ہو تو ہم بھی محکوم ہوتے بغیر قرآن و حدیث میں آنے اور مصنف لکھنے کے ایسا لکھا اور جہل کیا اگر قرآن و حدیث میں آیا ہو تو کہاں کہ نہیں لکھا اب مصنف لکھا سو دیکھیے کہ بادشاہ کے شان کی نسبت چار جتنا ذلیل ہی خدا کے شان کی نسبت مخلوق زیادہ ذلیل ہی چار کی نسبت بادشاہ سے ہوئی مخلوق

کی خدا سے مصنف بنی ولی کا نام اور دہتر و چار کا کہان لکھا مخلوق ایک عام لفظ احاطہ کل رکھنے والا
 لکھا ایسا لکھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ بڑے بزرگان حضرت شیخ شہاب الدین بہروردی نظام الدین
 اولیا ایسا لکھے ہیں یعنی مخلوق کو اودت کی مینگی سے ذیل جانے تک توحید اور ایمان کامل نہیں ہوتا
 یہ بزرگان بھی مخلوق کا لفظ لکھنے سے مخلوق کا معنی بنی ولی ہی انکو اودت کی مینگی سے ذیل جانو بلکہ
 لکھے ہیں کہ اپنے طرف سے بنی ولی کا نام لکھ ان بزرگوں کو بھی بدنام کر گیا اور خدا تعالیٰ قرآن میں
 انسان کو ذیل و محقر پانی سے پیدا کیا ہوں فرمایا ہی نوع انسان میں بنی ولی ہی داخل ہیں پس اللہ تعالیٰ
 بنی ولی کو ایسا بولا کہ بکنا پھر گیا معترض کا داؤد کیسے کا ہی کہ مصنف کو ماقبہ بدنام کرنے اور عوام
 کو فریب دینے کا کیا جصل اور افتراء ہے کرنا ہی۔

اور وہ جو لکھا کہ تقویۃ الایمان میں چند جملے ہیں انکو نکال کر رواج دے تو وہ کتاب متفق علیہ سوجاگی
 سنو میان معترض وہ کتاب تو عام ہندوستان کے علماء اور دین داروں کے پاس متفق علیہ ہی تھا کہ
 سر کے چند مشرک شعار اور جملے نامہ جار کے پاس متفق علیہ نہ ہوں تو کہا ہم ہندوستان کے متبعین میں
 دو چار شخص جیسا افضل امام فضل رسول وغیرہ معترض کئے ہیں انکے جوابات بھی مولوی شبیر الدین
 نقویہ المسایل اور صواعق آہیہ میں اور عالم بے نظیر فاضل شہیر مولانا سید حیدر علی صاحب صیانتہ ملاپ
 عن وسوس الخناس میں بخوبی دے چکے ہیں دیکھنا منظم ہو تو دیکھ لیوں اور مدراس کے مشرک
 شعاروں میں چند شخص اور بنگلور میں دو چار اسپر اتفاق ٹکریں منکرہ سوجا وین تو کہا پردہ الہی
 کوئی کتاب نہیں کہ حیرت خیز ہے سمجھو بے شعور اعراض نکلے ہوں۔

یہ جو لکھا کہ کسی بادشاہ کے عظمت کے بیان میں رعیت بڑی طاقت و عزت واسے اور بڑے
 عقلمند امیر و زبیر ہونے سے اوس بادشاہ کی تعریف نکلتی ہی یا اسکے رعیت سب دہتر چار
 ہیں ہونے سے تعریف نکلتی ہی الخ۔

یہ تہید کیا ہی سو فقط یہودہ خیال اور ہوسن باطل ہی رعیت بسطرح کے اعلیٰ ادنیٰ رہیں تو سلطنت کا کام چلتا ہی نہیں تو نہیں کیونکہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہی اسکو ہر طرح کے معاون و مددگار چاہئے خصوصاً بادشاہوں کے واسطے بہت سے لوگوں کی امداد ضروری مثلاً ملک رانی کی تدبیر کے واسطے عقلمند امیر وزیر ہونا و فائز کے محافظت کے لئے منشیان و مستعدیان دشمن کے دفع کرنے فوج و لشکر اور بہت سے کارخانہ جات ہیں ان انکے ضبط و نسق کے واسطے ویسے ویسے لوگ ہونا ضرور بادشاہ کا تخت بنانے برائی ہتھیاروں کے لئے گولہ زیورات کے واسطے سارے ملبوس سینے درزی مطبخ کے واسطے باورچی جوتی دموزوں کے واسطے چار و کفش دوز نجاست و غلات پاک و صاف کرنے جو ہر و حلال خود غرض محبت سے اہل خدمات ہو تو بادشاہ کا کام چلتا ہی فقط امیر وزیر ہی ہوں دوسرے اہل خدمت ہوں تو کام نہیں چلتا اور دوسرے اہل خدمات ہوں امیر وزیر عقلمند ہوں تو بے تدبیری کے سبب ملک میں خلل آتا ہی اسلئے سب اہل خدمات ادنیٰ سے لیکے اعلیٰ تک ہونا ضرور ہی ہے عقلمند امیر وزیر ہی بادشاہ کے رعیت ہونا دوسرے ادنیٰ اہل پیشہ بادشاہ کے رعیت نہیں ہونا کر کے خیال کرنا باطل و یہودہ ۔

اور یہم جو لکھا کہ ایسے ہی وہی قاعدے پر رہنے کا سبب ہی کہ اکثر لوگ ترے ترے بزرگوں سے مثل شیخ محی الدین ابن عربی اور مولانا روم مولانا عہد العلیٰ اور مولانا شاہ عبدالقادر فخری اور مولانا شاہ محی الدین صاحب دیلوری کے جنابوں سے بد اعتقاد بن گئے اور بے ادب بائیں بکئے اور لکھنے لگے سنو شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ کا رد عالم خدا کا عین ہونے میں احد و وحدۃ الوجود کے مسائل میں یہ مسائل شریعت غز کے خلاف ہیں سمجھو امام فخر الدین رازی ملا سعد الدین نقاش زانی ملا علی قاری اور بہت سے علماء متبحرین نے محدثین کئے ہیں ان علماء سے شریعت کو اور اسکے شرعی مسائل کو تم دہی سمجھتے ہو اور ان مہوفیہ بزرگوں کے تصورات و وجدانیات و مکشوفات کو جو علم ظنی سے ہیں

علم یقینیات سر کیا مانتے ہو تمہارا وہم و تصور تو کچھ علم پر ہی نہ شریعت کا نہ طریقت کا۔

قولہ دہائی نجدی کا حال فتح مکہ کے بعد وہابیوں کا سردار اپنے عقاید کو یوں قرار دیا وغیرہ۔

اقول مولوی بشیر الدین صاحب کانپوری اپنے کتاب صواعق الہیہ میں خلاف معترض کے لکھے

ہیں اور بھوپال کے مدار المہام مولوی سید صدیق حسین خان بہادر اپنی کتاب احواف النہام میں لکھے

ہیں کہ میرے پاس اسکا صحیح احوال پہنچا ہی اور رد المحتار والا لکھا سوا احوال صحیح نہیں ہی پس ان کتابوں

مقابلہ کر کر دیکھ لیو اور اس سے بھی سنگین نہ ہو تو نجد والوں سے تحقیق کر لیو بھلا اس سے کچھ سرکار نہیں لگے

اسکا اعتقاد و عمل اہل سنت و جماعت کے مطابق ہی تو اچھا شخص ہی اور اگر مخالف ہی تو برا بہت سے

لوگ اہل سنت و جماعت ہو نیکا وجہ کرتے ہیں لیکن انکے اعتقاد و عمل سنت کے اعتقاد و عمل سے ہر حال

دور پر ہے ہیں حالانکہ نجات سنت و جماعت کے اعتقاد و عمل پختہ ہی مثلاً اہل تسنن کا اعتقاد ہی کہ

خدا یتعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہی خصوص قرآن و حدیث سے یہی بات ثابت ہی ابنیا اولیا

کو وحی والہام سے اللہ تعالیٰ جتنا معلوم کرتا ہی اتنا ہی جانتے ہیں اس سے برہم نہیں جانتے فرشتوں کو

آسمانی زمین کے سربراہی کے لئے جتنا معلوم کرتا ہی اتنا ہی جانتے ہیں زیادہ نہیں جانتے بلکہ علماء تصریح

کر چکے ہیں کہ خدا یتعالیٰ کے سوا فرشتوں کو یا انبیاء اولیا کو یا خاتم انبیاء کو کوئی غیب دان سمجھا تو کافر ہو جاتا

بہت سے سنی کہلانے والے انبیاء اولیا کو وحی والہام سے بعض غیب کے باتان اللہ معلوم کرانے سے

انکو غیب دان سمجھتے ہیں پس اس صورت میں جبریل علیہ السلام جو رسول مکی میں اور رسول شری

معلوم کرانے وحی جو آگے انکو ہوتی ہی تو یہی اول غیب دان ہوے بعد دوسرے انبیاء بعد انکے امت

یہہ سب کے سب غیب دان تھے حالانکہ کوئی عالم باقیہ جبریل علیہ السلام کو عالم الغیب نہیں کہا پھر

دوسروں کے کہنے کا تو کیا ذکر اس کے سواے اور باتیں مثلاً سب جگہ حاضر و ناظر ہنا سب کی دعا پکا

وود و نزدیک سے سن لینا سب کی حاجت مراد بر لانی قدرت رکھنا یہہ خصیصہ خدا یتعالیٰ کا ہی ہو

اس میں بھی ایسا اولیا کو شریک کرتے ہیں اور انکی نذر و نیاز کرتے باوجودیکہ سب فقہاء نذر غیر اللہ کو حرام
 ہی لکھے ہیں ایسی بہت سے اعتقاد و عمل سنت و جماعت کے خلاف میں رکھ کر پھر سنی کہلاتے ہیں انکا
 سنی کہنا بانی بی تمیزہ کے وضو کا سا ہی آپ تو ایسے ہیں تیسرے عرب کے ملک کے دہائی نجدی کے
 اعتقاد و عمل کی تحقیق ہوتی ہی کسی کا اعتقاد و عمل اچھا ہو تو محکو کہا نفع اور برا ہو تو محکو کہا نقصان
 ہمارے اعتقاد و اعمال کی حجت قرآنی نہیں دینا ہی۔ اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو توفیق نیک عطا فرماو
 شرک و بدعت سے بچاو۔ اپنی توحید اور اپنے رسول مقبول کی اتباع ہمارے نصیب کرے
 آمین وصلی علیٰ رسولک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا رحم الراحمین۔

قولہ چند روز سے ہند کے بعض گمراہ لوگ بدعتی یا مذہب اخترع کئے ہیں زیارت کو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس دعا کرنا اور اس سے تبرک
 کرنا شرک میں داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں کچھ فرق نہیں خواہ بیرونی کی قبر بیانی کی اتنی
اقول یہ صرف اختر کیا ہی اور کذب ہی کسی مومن اور مسلمان کا اعتقاد ایسا نہیں ہی اور
 دہائی نجدی کا اعتقاد بھی ایسا نہیں بلکہ بہتر فریق والوں میں بھی ایسے اعتقاد والا کوئی نہوگا
 صرف یہاں ہی سبھا تک ہذا بہتان عظیم اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو نیک توفیق دیوے شرک
 بدعت سے بچاو۔ اپنی توحید اور اپنے رسول مقبول کی اتباع ہمارے نصیب کرے آمین
 وصلی اللہ علیٰ رسولک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا رحم الراحمین۔

خدا تعالیٰ کے محول و قوت سے رونمونہ پر کینہ کا ہو چکا مومنان فہیم اور دینداران عاقل سلیم
 امید یہ نہی کہ اسکو راستی اور انصاف سے بغور خاطر فرما دیں گے اور کچھ شبہ آیا تو سنت و
 جماعت کے تعمیر و حدیث و عقاید و فقہ سے مقابلہ کر کر دیکھ لیو گے اور حق و ناحق کو کچھانکر
 حق کے تابع ہو جائیں گے اور اہل شرک و بدعت کے مکر و فریب سے اور بزرگوں اور دینداروں پر

نہایت قوت کی طرف مائل کرنا
 لکھو کہ بنا قرون ہندوستان
 الونہ سنت و جماعت
 سنی دیو بدعتی فرقہ
 نہ کو لٹا غش و فتنہ
 ولین کو لٹا غش و فتنہ
 زیارت کو جانا شرک ہی
 سنی کی ہی طرف مائل کرنا
 نہایت قوت کی طرف مائل کرنا

جائے ہیں سو بہت دافرون سے متنبہ ہو کر دینداروں کے حقیقہ بدگمانی نہیں کرینگے خصوصاً ایسے عالم ربانی واعظ قرآنی محدث لاثانی کے حقیقہ کہ جسکے علم و فضل و دینداری کے باب میں تمام ہندوستان کے علماء و دینداران و پرہیزگاران متفق کلمہ میں اور اسکواپنا پیشوا سمجھتے ہیں سو اس ہرگز ہرگز بدگمانی نہ کرو خدا تعالیٰ کے مواخذے میں نہ سپرد دنیا و روزہ ہی موت سر پر کھری ہی خدا تعالیٰ سے دروہی کے تابع ہو جاؤ یہ سراسر اسونے کی جاگہ نہیں ہوشیار رہو نہ بھنے کر دی ہی خبر ملک و خبر دار رہو۔

فائن

جاننا چاہئے کہ تقویۃ الایمان میں فقط شرک و توحید کا بیان ہی اللہ جل شانہ کی توحید ذاتی و صفاتی میں کسی مخلوق کو خواہ بنی ولی ہو وے یا جن و فرشتہ داخل و شریک نہیں کرنا کیونکہ اسکی صفات کاملہ مخلوقا میں ہو نہیں سکتے وہ تعالیٰ واجب الوجود ہی سب خالق و معبود سب جگہ حاضر و ناظر ہی عالم الغیب ہی سب کی نیات و مرادات جانتا ہی قادر و علیم ہی اپنے عموم علم و قدرت سے سب کی حاجات و مرادات بر لاتا ہی سب کار و بار ارض و سما کے اسکی قدرت و مشیت سے چلتے ہیں بے قدرت و مشیت اسکے کیسے طاقت نہیں کہ کچھ کر سکے مخلوقات اپنی ذات کو نفع و نقصان پہنچا سکی قدرت بجز اسکے نہیں رکھتے اور وہ کو نفع و نقصان پہنچا سکا تو کہا ذکر۔ سب اسکے مخلوق و بندے ہیں اسکے روبرو عاجز و ناچار ہیں قیامت کے دن شفاعت کا مقدمہ ہی سو یہ بھی اسکی اختیار میں ہی بے اذن و رضا اسکے کوئی کیسی شفاعت نہیں کر سکتا انبیاء اولیا شفاعت کریں گے سو بھی اسکے اذن و حکم سے شفاعت کریں گے وہ جسکی شفاعت کرنے اور نجات دینے فرماوے گا سو اسکی شفاعت کریں گے اسکی نجات دینے غرض سب کام دین و دنیا کے اسکی قدرت و اختیار میں ہیں اور کیسی قدرت و اختیار میں نہیں مثلاً پیدا کرنا مارنا جلانا بیماری تندرستی غریب نوکری نفع و ضرر و زہی رزق عاقبت میں گناہ بخشا عذاب دینا بہشت یا دوزخ کو روانہ کرنا یہ سب اسکی قدرت و اختیار میں ہی اس لئے بند گون کو چاہئے کہ اپنے سب کام کا علاقہ اسی رکھیں

کتاب تصنیف کیا اس میں بہت سے مشرک ہندوستان کے اپنے زنا توڑنا کر مسلمان بن گئے اور مسلمان شرک کے عقیدے و عمل سے توبہ کر کر موحد ہو گئے مگر بد بخت ازلی اپنی حالت اصلی پر ہی رہ گئے۔ مقررہ کو میلان شرک کا رہنے سے ضبط ہو جا کر تقویۃ الایمان پر چند ہی روز عمارتیں کیا ہی پہلا یہ کہ مصنف عالم الغیب کی تخصیص خدا تعالیٰ کے ساتھ کیا سو بہرہ نہیں اولیا انبیاء بھی خصوصاً آنحضرت عالم الغیب میں فرق یہ ہی کہ خدا تعالیٰ کو عالم غیب ذاتی ہی اور آنحضرت کو عطائی یعنی خدا تعالیٰ آنحضرت کو غیب دانی عطا کیا ہی یہ بات مقررہ اپنے اجتہاد سے نکالا ہی بعض آیات و احادیث سے یعنی اللہ تعالیٰ وحی و الہام سے انبیاء کو بعض امور غیبیہ سے مطلع کرتا ہی سوا اس کو غیب دانی تصور کر کر انبیاء کو عالم الغیب بنایا ہی خدا بعض باتوں پر مطلع کرنے سے عالم الغیب ہو جاوین تو جبرئیل علیہ السلام کو پیغمبروں کے آگے وحی ہوتی ہی سو جبرئیل علیہ السلام پہلے عالم الغیب ہو بعدہ انبیاء بعدہ انبیاء سے معلوم کرتے ہیں سوائے یہ سب عالم الغیب ہو کیونکہ غیب کا عالم انکو آگیا وہ کہا اجتہاد ہی لیا اجتہاد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے فقہ اکبر میں نہیں کے اسکی شرح میں ملا قاری لکھے کہ جان بیشک پیغمبران غیب کو نہیں جانتے مگر عقائد خدا معلوم کر لیا انکو اور حنفی علماء کا فرق ہے ہن اس شخص کو جو آنحضرت کو غیب دان سمجھتا ہی **دوسرا** اعتراض حاضر و ناظر کی تخصیص بھی براہین آنحضرت بھی حاضر و ناظر ہیں دعائد کو کہتے ہیں خصوصاً مولود شریف اور درود پر ہے جاتی سو مجلس میں حاضر رہتے ہن تیسرا فادر و علیم کی تخصیص بھی درست نہیں جیسا مصنف نے لکھا کہ شرک کر نیوالے برے احمق ہیں اللہ سے فادر و علیم کو چھوڑ کر اعدوں کو پکارتے ہیں خواہ ولی خواہ نبی اول تو انکا پکا سنے نہیں دوسرا کچھ قدرت بھی نہیں رکھتے یہ بات فقط بتوں کے واسطے ہی اولیا انبیاء کے واسطے نہیں انکو قدرت بھی ہی سنے بھی ہن **چوتھا** فادر و نیاز بزرگوں کی نہیں کرنا اور انکے نام پر جانور نہیں چھوڑنا لکھا سو بھی برابر نہیں نبی ولی کے نام پر چھوڑتے سو جائزہ کا حکم علیحدہ اور بحوث پر ہی کے نام پر چھوڑتے سو جائزہ کا حکم جاپا **پانچواں** شفاعت کے واسطے قیامت کے دن خدا کا اذن ہر خدا

ہونا لکھا سو بھی دانت نہیں آنحضرت کو اذن دیا ہی میں ہو گیا ہی دوسرے اذن کی حاجت نہیں ایسے ہی اور
چندنا معقول اعتراض میں جنگا جواب اس کتاب میں تفصیل لکھا گیا ہی۔ اب ناظرین جنگو حق و ناحق میں
صحیح و مقیم میں امتیاز کرنے کی عقل سلیم ہی سوفیقا و مفسرین کے اقوال جو اس کتاب میں مذکور ہوے ہیں سو
دیکھ کر سمجھ لے سکتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمہ آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کر دیا ہی جاہر فقہا مفسرین و
محدثین کے اقوال بھی اسکے موافق میں معترض کا اعتراض فقط اسکے فہم و اشکل سے ہی اگر بہت دہونہ دہنا
کے لاویگا تو کسی کا ضعیف و مرجوح قول لاویگا جو نصوص آیات و احادیث اور جاہر فقہا و مفسرین محدثین
کے فہم کا مخالف رہیگا۔ یا مدراس کے چند علما و مشائخ نجیہ و جہ شرعی اپنے غرض کے واسطے دے سوفیقا
لاویگا جسکو چار چند معتد علما کلکتے کے اسی وقت رو کر چکے ہیں اور لکھے ہیں کہ یہ فتویٰ فقط حسد و عناد
و نفسانیت سے دیا گیا ہی بالکل مردود ہی سو ایسا مردود و فتویٰ کب قابل حجت ہوگا۔ اب تقویۃ الایمان کہ
مصنف مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذرا احوال سنئے یہ بہت برے عالم
موجود و متقی و پرہیزگار ہوے ہیں علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول اور دوسرے علوم میں انکا کوئی ثانی نہیں
فتویٰ دوسرے و طرف و خشیہ میں کہ شمار علماے ربانین کا ہی کتناے زمانہ ہوے ہیں انکے وعظ میں خدائے
ایسی تاثیر و برکت رکھتا تھا کہ ہزار نا آدمی شرک و بدعت سے اور فسق و فجور سے تائب ہو کر توحید و اتباع
سنت میں زہر و پرہیزگاری میں پکے بن گئے اور صوم و صلوة میں ایسا قائم ہوے کہ ہندوستان کی مسجدیں
اب تک آبا و اجداد میں اور ہندوستان کے برے برے عالم فقہی ناہر و پرہیزگار لوگ اپنی اپنی کتابوں میں
مولانا کا ذکر خیر کرتے جاتے اور تقدیریں و بزرگی کی کوہی دیتے جاتے ہیں اور جو لوگ انکے فضائل و بزرگی
کے منکر ہیں اور انکو برا کہتے ہیں سو انکے واسطے متعدد فتوے لکھ کر انکی تجسیل و تفسیق و تردید و تکفیر کرتے
جاتے ہیں چنانچہ حال میں ایک فتویٰ دہلی کے علما کا چھاپ ہو کر آیا ہی اسکے دیکھنے سے ناظرین کو حقیقت انکی
فضیلت و بزرگی کا معلوم ہو جائیگا بسبب تطویل کے ابھی سب عبارات لکھنے کی گنجائش نہیں مگر دو چار

فقرے شے نوز لکھے جاتے ہیں۔ محمد صدر الدین بابر جو دہلی کے برے عالم ہیں استغاثہ کے جواب میں یہ لکھا کہ اپنی ہر کہہ ہیں تقویۃ الایمان کو نظر اجالی سے دیکھا ہی باعتبار اصول اور اصل مقصد کے بہت خوب ہی اور مولوی اسماعیل صاحب کو ایسا دیکھا کہ پھر کیسا دیکھا یہ لوگ انہیں کہہ ہیں کہ جتنے حق میں حق سبھا نہ تھا نے فرمایا و لکن منکم امة یدعون الی الخیر الخ پس انکو جو کافر گراہ کہے وہ آپ گراہ ہی۔ دوسرے برے عالم مولوی محمد قطب الدین بابر ایسا لکھے ہیں یہ جواب صحیح اور بہت خوب لکھا ہی محمد

جناب مولانا اسماعیل علیہ الرحمۃ صدق اس آیت کریمہ کے ہیں ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بآن لہم الجنة الخ تیسرے برے عالم مفتی مولوی سید محمد تیز حسین یہ عبارت لکھا کہ اپنی ہر کہہ ہیں مولانا مرحوم مرتبہ اولیا کا ملین کا سارکتے ہیں اور وہ جو حدیث میں وارد ہی العلماء و رثۃ الانبیاء وہ ایسے ہی علما کے شان میں ہی کافر اور بد کہنا اور برا جانا ایسے عالموں و نیندار کو اور انکی کتابوں کو جس میں کہ بالکل آئین قرآنی اور حدیث نبوی منہج ہیں اشد فسق بلکہ خوف کفر کا ہی ایسے عقیدے والے پر ملا علی قاری نے اپنی شرح فقہ اکبر میں اس روایت کو بیچ باب بیان کلمات ارتداد کے ذکر کیا ہی مولوی فضل رسول بد اوئی نے تین برس کا عرصہ ہوا ہی دس اعتراض تقویۃ الایمان اور صراط المستقیم پر لکھا اسکا نام مقولات عشر لکھا تھا سوا سوا اسکو اس فقیر نے رد کر چکا ہی رد کا نام نشری کیونکہ منظور ہو تو دیکھ لیں فضل رسول بد اوئی کے سب اعتراض مردود ہیں۔ چوتھے عالم انکا نام مہر میں اسطرح سے ہی سراج العلماء، الفقہا سید رحمت علیخان مفتی عدالت عالیہ سلطانپور انہوں نے ایسا لکھا ہی یہ دونو جواب جو مجسین فاضلین لکھی ہیں صحیح درست ہیں نسبت کرنا ساتھ بدعتا دی اور کفر کلمات ناما لیم ایسے فاضل اجل و اکل و اتقی و اروع قانع شرک و بدعت مجاہد فی سبیل اللہ یعنی مولانا و الفضل مولانا مولوی محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ کو برسر کذب و بہتان ہی اکثر لوگ انکے فیض سے موافق بصوم و صلوة اور مجتنب شرک و بدعات سے ہوئے ہیں اور کہنے انکی تصانیف کا دریافت کرنا کام

ہر کسی نام استاد و نو و خاشا منشا کا نہیں یہی جناب مقدس تو مصنف کج حیات علماء ربانی و حقانی سے اور متبع

سنت نبوی سے اور مصداق اس آیت کریمہ کے ثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ

الدنیا و فی الآخرة پانچویں عالم مدیوی محمد رشید الدین صاحب لکھے ہیں کہ تقویۃ الایمان کہ اقم نے بالاسما

نہیں دیکھا ہی لیکن بن مقاموں پر حاندین نے ثبوت اپنی ظاہر کی ہیں ان مقاموں کے دیکھنے سے واضح ہوتا

کہ اعتراضات معاندین کی محض بیجا ہیں اور اصل مطلب اس کتاب کا درست اور صحیح موافق اعتقاد اہل

و جماعت کے ہی چنانچہ دروغ ان او نام کا جو اباب کتاب بوارق وغیرہ میں تفصیل تام کیا گیا ہی اور مصنف

اسکے کا عالم باعمل حافظ حاجی غازی شہید فی سبیل اللہ اظہر من الشمس ہی۔ راقم کہتا ہی جب اتنے

علماء معتد و باسند جو مصنف کے ہم وطن ہیں اور جانتے ہیں اور دیکھے ہیں سو مصنف کے تقدس و بزرگی

کے قائل ہوں تو بیچارے معترض کی کج حقیقت جو اعتراض کر سکے بجز خند و قہر و دہشتان کر کے عوام کو

بہکا نیکے یعنی بہر شخص و مافی ہی بزرگوں کا منکر اولیا انبیاء کے زیارت کا منکر آنحضرت کو پیغمبری کے شرف

سے نہیں جانا اپنے بڑے بھائی سمجھتا ہی پیغمبر کی حیات برزخ کا منکر شفاعت کا منکر اولیا انبیاء کو خدا

پاس و ہیر و چارے ذلیل جانتا ہی معاذ اللہ ایسے بہتات۔۔۔ اہم فری کرنا ہی۔ غرض اس بزرگ

کی ہدایت کا فور تمام ہندوستان کو منور کرو یا شرک و بدعت کی ظلمت ہمار کی مستلاشی ہو گئی سو اسکو معترض

و مان کذب و باد افترے سے پہونک بچانے چاہتا ہی وہ ہرگز نہیں بھیکھا بلکہ روز افزون ہوگا جب

اللہ چاہیگا اگرچہ خفاش منشا اس روز کو نہ دیکھ سکے۔ گرنہ بند بروز شہر چشم و چشمہ آفتاب راجہ گناہ کو

بہر بزرگ اپنی کتابوں میں خصوص منصب امامت و صراط المستقیم میں اولیا انبیاء کے درجہ مرتبہ عزت

و حرمت و جاہت و کرامت قرب و محبوبیت کا بیان اسطرح کیا اور لکھا ہی کہ آجک دوسرا کوئی عالم

اس ترفیع و تفصیل کے ساتھ نہیں لکھا ان کتابوں کو دیکھیں تو ظاہر و باہر ہو جائیگا ایسے شخص کو

منکر و بزرگوں کو روز کو شب اور روز کو ظلمت بنا ہی امتیاء مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ کسی

مومن مسلمان کہنے کے حق میں بغیر اسکا حال کا مبنی جاننے کے اسکو برا نہ کہیں اور کسی طور کا حرف والا نام اس پر
 دہرے اگر وہ چار مولوی مشائخ بلا دلیل شرعی اپنے غرض و نفسانیت سے یا حسد و عداوت سے کسی بزرگ
 کی تکفیر کی تجدید تو اسکو معتبر نہ جانیں یا کوئی شخص دو چار حرف و نحو کی کتاب یا منطق و حکمت کے رسالے پر ہر
 مولوی کہلاوے۔ وراُس بزرگ کے حق میں برا کہے یا لکھے تو بے تحقیق اسکی تقلید نہ کریں اور اُس بزرگ سے
 بدظن نہ ہووین۔ قرآن و حدیث فقہ و اصول جو دین کی کتابیں ہیں اُن سے خوب واقف نہون اور خدا تعالیٰ
 کا خوف و ڈر نہ کہتے ہوں۔ سو علمائے حقانی سے جو یہاں سے لیکر دہلی وغیرہ تک موجود ہیں دریافت و
 تحقیق کریں ورنہ فرداے قیامت میں برا بولنے اور بدگمانی رکھنے کے مواخذے میں گرفتار ہوؤ گے یہ
 بہت برا گناہ ہی جو ہرگز بخشا نہ جاویگا۔ یہ محض مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے لکھا گیا آئندہ نہیں
 یا نہ مابین مختار۔ تحساری بحث کی ہی خیر خواہی و اگر سمجھو تمھاری ہی بھلائی و ہمارا کام
 کہدینا ہی یا روک پھر آگے چاہو تم مانو کہ اللہ تعالیٰ بکھو اور سب مسلمانوں کو راہ خطا سے بچاوے
 اور راہ صواب دکھاوے آمین۔

قطعہ تاریخ

<p>مومن و مشرک کر کیوں کھوتے ہو ایمان کو منفعت مشرک کے حق میں اور شفاعت بھی نہیں ماسوی اللہ کی عبادت اور بھی تدر و نیاز شرک سے بچنے جو بولے دوست اسکو جانو جو کہ والا و سو سے توحید میں خاس ہی شرک کے دیکھے سے جیسے بھاگتے ہیں گے خزان اِس رہا لے کی کہی تاریخ ماقف جو یوں</p>	<p>کوئی شئی بہتر نہیں دنیا میں ہی ایمان سے حکم اسکا صاف ظاہر ہو چکا قرآن سے حاجتیں منگنی بے سبب ہیں شرک کے عنوان سے دوستی اسکی رکھو تم اپنے دل و رہبان سے بھاگو اس سے دور وہ بھی کم نہیں شیطان سے جسے مشرک بھاگتے تقویٰ الایمان سے بدمنونہ رو ہو اہی مرآۃ الایقان سے</p>
--	--